1047

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،18۔جنوری 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. محترمہ حمیرا اویس شاہد: پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان سمجھتا ہے کہ گزشتہ برسوں میں خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات میں تشویش ناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ان واقعات میں اضافے کی ایک وجہ خواتین کو حاصل ان حقوق سے انکار ہے جن کی ضمانت مذہب اسلام نے دی ہے۔ اسلام نے خواتین کو خلع، وراثت میں حصہ اپنے مالی معاملات میں خود مختاری اور بیوگی کی صورت میں ولی یا خاندان کی اجازت کے بغیر دوسری شادی جیسے حقوق سے نوازا ہے لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت، ریاست کے تمام ستونوں کو اس امر کا پابند کرے کہ وہ اسلام کے عطا کردہ ان حقوق پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں تاکہ خواتین کے خلاف ہونے والے تشدد کے واقعات کی روک تھام کی جا سکے۔

2. مہر اشتیاق احمد: یہ ایوان وفاقی حکومت کی جانب سے پی آئی اے کے منافع بخش روٹس (یورپ، امریکہ) کو بھاری کک بیکس (Kick Backs) کے عوض ترکش ایئر لائن کو فروخت کرنے، ان روٹس کی فروخت سے پی آئی اے کی نجکاری کرنے اور ہزاروں ملازمین کو نوکریوں سے برطرف کرنے کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ سمندر پار بسنے والے لاکھوں پاکستانی پی آئی اے سے سفر کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ یہ روٹس اور مقام حاصل کرنے کے لئے پی آئی اے کو پچاس سال کا عرصہ لگا مگر اسے خفیہ معاہدے کے تحت فروخت کر دیا گیا۔ جس سے لاکھوں پاکستانی اور ان کی فیملیز متاثر

ہوں گی لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ یہ فیصلہ فوراً واپس لیا جائے اور اس کے ذمہ دار .M.D پی آئی اے اور دیگر سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کی جائے۔

1048

3. حاجی ذوالفقار علی: یہ ایوان حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چھوٹے اور بڑے شہروں کی تفریق کو ختم کرتے ہوئے تمام سرکاری ملازمین کو ایک جیسے الاؤنسز (جو اس وقت صوبہ کے چند بڑے شہروں میں تعینات ملازمین کو دیئے جا رہے ہیں) دیئے جائیں۔

4. سردار خالد سلیم بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے میمورنڈم نمبر F.1(1)Imp/2010-624 مورخہ 5۔جولائی 2010 کے ذریعے اپنے ملازمین کی Special Pays and Allowances کے موجودہ ریٹ بڑھا کر دگنا کر دیئے ہیں، صوبائی حکومت بھی اپنے ملازمین کی Special Pays and Allowances کے موجودہ ریٹ بڑھا کر دوگنا کرنے کے لئے فوری احکامات صادر کرے تاکہ ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی ختم ہو سکے اور صوبائی ملازمین کو اس مہنگائی کے دور میں وفاقی ملازمین کی طرح ریلیف مل سکے۔

5. الحاج محمد الیاس چنیوٹی: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چنیوٹ ساڑ مراد والہ روڈ جو ساہیانوالہ انٹرچینج سے لنک کرتا ہے اس روڈ کو فی الفور تعمیر کیا جائے تاکہ کاشتکار اپنی فصلیں آسانی کے ساتھ منڈیوں تک پہنچا سکیں اور سکولز و کالجز کے طلباء و طالبات بروقت تعلیمی اداروں میں پہنچ سکیں۔

1049

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

منگل،18۔جنوری2011

(یوم الثلاثۃ،13۔صفر المظفر1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح10بج کر20منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۝ اَمْرًا
مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَیْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ
رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ ۝
فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۝ یَّغْشَى النَّاسَ ؕ
هٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

سُوْرَةُ الدّخان آیات1 تا11

حٰمٓ(1)اِس کتاب روشن کی قسم(2)کہ ہم نے اُس کو مبارک رات میں نازل فرمایا ہم تو رستہ دکھانے والے ہیں(3)اسی رات میں تمام حکمت کے کام فیصل کئے جاتے ہیں(4)(یعنی)ہمارے ہاں سے حکم ہو کر۔ بیشک ہم ہی(پیغمبر کو) بھیجتے ہیں(5)(یہ) تمہارے پروردگار کی رحمت ہے۔ وہ تو سننے والا جاننے والا ہے(6)آسمانوں

اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک۔ بشرطیکہ تم لوگ یقین کرنے والے ہو(7)اُس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) جِلاتا ہے اور (وہی) مارتا ہے (وہی) تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے(8) لیکن یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں(9) تو اُس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے صریح دُھواں نکلے گا(10) جو لوگوں پر چھا جائے گا یہ درد دینے والا عذاب ہے(11)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میں گدائے دیارِ نبی ﷺ ہوں دیکھئے میری آنکھوں میں کیا ہے
مجھ کو نسبت ہے آلِ نبی ﷺ سے ہاتھ میں دامنِ مصطفیٰ ہے
میرے مولا تو مالک ہے میرا سچا رازق ہے خالق ہے میرا
بس اس لئے میں تجھے مانتا ہوں تُو میرے مصطفٰے کا خدا ہے
کہہ رہا ہوں نبی ﷺ کا قصیدہ یہ ازل سے ہے میرا عقیدہ
کملی والا مدینے کا والی خُود میری نعت کو سُن رہا ہے
جب میں بچھڑا درِ مصطفٰی سے ہو بیاں کیسے لفظوں میں منظر
آ گیا ہوں مدینے سے لیکن دِل مدینے میں ہی رہ گیا ہے
جب بھی ناصر مجھے موت آئے میری تُربت پہ کتبہ لگانا
ہے ثنا خواں خیرالوریٰ کا پنجتن کا یہ ادنی گدا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج محکمہ ہاؤسنگ کا Question Hour ہے لیکن مجھے تھوڑی دیر پہلے پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ ظفر اقبال ناگرا صاحب کا فون موصول ہوا ہے کہ وہ روڈ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے لیٹ ہیں اور تقریباً 20/15 منٹ تک اجلاس میں پہنچ جائیں گے اس لئے میری استدعا ہے کہ آپ وقفہ سوالات کو کوئی آدھے گھنٹے کے لئے مؤخر کر دیں اور in the mean time کوئی دوسرا business take up کر لیں۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: پھر اب تحاریک استحقاق لے لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحاریک استحقاق لے لیں یا تحاریک التوائے کار لے لیں جو بھی آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ بتائیں ناں! آپ کس کے لئے تیار ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار دونوں لے لیں اگر تحاریک استحقاق کے movers موجود ہیں تو آپ تحاریک استحقاق take up کر لیں۔

جناب سپیکر: چودھری شاہد انجم صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں۔ سردار کامل گجر صاحب بھی نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ان دونوں تحاریک استحقاق کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے نمبر 776/2010 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

منڈی مویشیاں کھاریاں شہر کے نزدیک قائم کرنے سے
ٹریفک بلاک اور شہریوں کو پریشانی کا سامنا
(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے پچھلے ہفتے ایوان میں اس تحریک کا جواب پڑھا تھا۔ میں نے محترم ڈی سی او گجرات سے اس تحریک کے جواب کی تصدیق چاہی تھی تو انہوں نے فرمایا ہے کہ اس تحریک کے جواب میں جو facts دیئے گئے ہیں یہ درست ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اس جواب کو دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک میں اٹھائے گئے معاملے کی اہمیت اور موصول ہونے والے جواب کے پیش نظر اگر آپ اس تحریک کو اس معزز ایوان میں discussion کے لئے رکھنا مناسب سمجھیں یا اس پر کوئی سپیشل کمیٹی بنا دیں کیونکہ اس میں اس وقت بھی حکومت کو تقریباً 25 کروڑ روپیہ کے ریونیو سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ وہاں پر ایک مافیا ہے جو ایک ڈمی آدمی کو آگے لگا کر یہ منڈی لگا رہا ہے۔ وہ صرف 12 لاکھ روپیہ سالانہ جمع کروا رہے ہیں اور اس منڈی کی auction نہیں ہونے دے رہے۔ اس میں جو دوسری forces یا عناصر شامل ہیں تو اس کے جواب سے یہ ظاہر ہو جائے گا۔ جی ٹی روڈ کھاریاں شہر میں منڈی مویشیاں لگائی جا رہی ہے وہ ٹی ایم اے کھاریاں کی زیر نگرانی نہ ہے بلکہ 1۔ کور ہیڈ کوارٹر منگلا کینٹ کی زیر نگرانی بروز منگل اور جمعرات کو لگائی جاتی ہے۔ اس منڈی میں ایک ہزار روپیہ سے لے کر تین ہزار روپیہ فی جانور لیا جاتا ہے۔ ٹی ایم اے کھاریاں کو کوئی فیس ادا نہ کی جا رہی ہے۔ اس منڈی کے لگائے جانے کے بارے میں وضاحت یہ ہے کہ یہ منڈی مویشیاں آرمی اتھارٹی کی زیر نگرانی 2006 سے لگنا شروع ہوئی تھی۔ صرف آرمی اتھارٹی نہیں بلکہ اُس وقت کی پنجاب حکومت بھی اس میں ملوث تھی کیونکہ پہلے یہ منڈی سرائے عالمگیر کے دریا اور گجرات شہر کے درمیان ایک جگہ پر لگائی جاتی تھی اُس منڈی کو ختم کر کے اِس منڈی کو لگانے کا پروگرام بنایا گیا اور باقاعدہ اس وقت کے ڈی پی او گجرات راجہ منور اس منڈی میں جا کر کھڑے ہو جاتے اور وہاں سے زبردستی ٹرکوں کو اس جگہ پر بھیجتے جس پر T.M.A کھاریاں نے ادارے کے مفاد کی خاطر آرمی اتھارٹی کو خطوط لکھنا شروع کئے کہ آپ غیر قانونی منڈی مویشیاں لگانا بند کر دیں کیونکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت یہ T.M.A کا کام ہے جس پر خط و کتابت کے بعد T.M.A نے مورخہ 01-10-08 سے Cantt Commanding Officer 1 Core Head Quarter Mangla اور ٹھیکیدار سے تحریری معاہدہ طے کیا۔ جب یہ معاملہ اٹھا تو اس وقت کے جو حالات تھے ان کے پیش نظر

T.M.A والوں کو دبایا گیا اور انھیں مجبور کیا گیا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پیچھے کوئی آرمی اتھارٹی کی سند تھی اور نہ کوئی قانونی سند تھی لیکن انھوں نے اپنے مفادات کی خاطر T.M.A والوں کو مجبور کیا اور ایک تحریری معاہدہ کرا دیا کہ T.M.A کو مبلغ 12 لاکھ روپے دس فیصد سالانہ اضافہ کے ساتھ ادا کریں گے جس کی ذمہ داری ٹھیکیدار پر ہوگی جو dummy ٹھیکیدار رکھا ہوا تھا، بذریعہ چٹھی محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کی طرف سے حکم موصول ہوا کہ T.M.A کے علاقہ میں آرمی کی جگہ پر جو منڈی مویشیاں لگائی جا رہی ہے اسے بند کرائیں اور اگر T.M.A نے کوئی NOC جاری کیا ہے یا کوئی معاہدہ کیا ہے تو اسے منسوخ کر دیں، بعد میں محکمے سے یہ چٹھی جاری ہوئی کہ آپ تو یہ معاہدہ کر ہی نہیں سکتے اور پھر آرمی کی جگہ جو camping ground ہے وہ تو ان کی camping کے لئے ہے وہاں کوئی منڈی مویشیاں تو نہیں لگ سکتی تو اس معاہدے کو منسوخ کر دیں۔ گورنمنٹ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے بذریعہ چٹھی مورخہ 10-09-30 کو Commanding Officer 1 Core Head Quarter Mangla Cantt اور ٹھیکیدار سے معاہدہ ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ معاہدہ ختم ہونے کے باوجود اس وقت بھی منڈی وہاں پر لگ رہی ہے۔ اگر اس کو نیلام کیا جائے تو وہاں پر ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم بیس سے پچیس کروڑ روپے سالانہ ٹھیکہ دینے کو تیار ہیں لیکن یہ کچھ عناصر کی ملی بھگت ہے اور وہ اسی طرح سے ابھی تک جاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ کا نوٹس اس معزز ایوان کو لینا چاہئے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس پر ابتدائی انکوائری کے لئے کمیٹی بنا دیں اور اگر آپ نے اس پر بحث رکھنی ہے تو اسے بحث کے لئے منظور کر لیں۔

جناب سپیکر: کیا اس معاملہ کو لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ کمیٹی کو بھیج دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں طارق محمود صاحب اور چودھری عرفان صاحب جو کہ گجرات سے ممبر ہیں وہ اس کمیٹی میں ہونے چاہئیں۔ میرے خیال میں آپ high powered کمیٹی بنائیں کیونکہ یہ معاملہ جس نوعیت کا ہے کہ اگر آپ اسے routine میں لیں تو شاید اس کے نتائج جلد سامنے نہ آ سکیں۔ آپ اس معاملہ کے متعلق اپنے چیمبر میں مشورہ کر لیں اور اس کے بعد کمیٹی تشکیل دے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ہم آج ہی اس پر مشورہ کر کے کمیٹی بنادیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار کل کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 957 محترمہ انجم صفدر صاحبہ کی ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں ایک تصحیح کرنا چاہوں گا کہ ابھی وزیر قانون صاحب نے ایک تحریک کے ضمن میں ڈی پی او راجہ منور کا نام لیا ہے۔ وہ میرے بزرگ ہیں اس لئے میں یہ تصحیح کرنا چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب نے خود فرمایا ہے کہ 2006 میں یہ منڈی کھاریاں میں منتقل کی گئی ہے اور ڈی پی او گجرات خود کھڑے ہو کر پیسے لیتے تھے تو میں یہ تصحیح کرنا چاہوں گا کہ 2006 میں وہ گجرات سے ٹرانسفر ہو گئے تھے۔

جناب سپیکر: چلیں۔ وہ کمیٹی سب کچھ دیکھ لے گی۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر اگر ہاؤس میں یہ بات کہی گئی ہے تو میں اس کی تصحیح کرنا چاہوں گا کہ 2006 میں ان کی ٹرانسفر ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ اگر وہ اس وقت پیسے لے رہے تھے اور ابھی تک وہ منڈی چل رہی ہے تو اب وہاں پر کون پیسے لے رہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی نے درست کہا ہے کہ 2006 میں ان کی ٹرانسفر ہو گئی تھی لیکن ان کی ٹرانسفر یکم جنوری 2006 کو نہیں ہوئی تھی بلکہ بعد میں ہوئی تھی۔ وہ جس عرصہ کے دوران گجرات میں ڈی پی او رہے تو ان کے وہاں کافی کارنامے ہیں لیکن ان پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب سپیشل کمیٹی بنے گی تو اس میں جس کا جو کردار سامنے آئے گا اس کے مطابق اسے دیکھ لیا جائے گا۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! 2006 میں وہ منڈی لگی تھی اور انھوں نے اگر پیسے لئے بھی ہیں تو ایک مہینہ لئے ہوں گے اس کے بعد 2010 تک کون پیسے لے رہا ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو بات کی ہے تو ان کو گجرات کے حالات کا علم نہیں ہے۔ ڈی پی او گجرات اپنی پوری فورس کے ساتھ جی ٹی روڈ پر کھڑے ہو جاتے تھے اور تمام جانوروں

والے ٹرکوں کو روک لیا جاتا تھا اور روک کر وہاں اس منڈی میں مال اتروایا جاتا تھا اور کوئی ٹرک آگے نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ یہ بات بالکل clear ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس پر بات ہو گئی ہے۔ اس معاملہ پر سپیشل کمیٹی بن رہی ہے۔ یہ ساری بات کمیٹی میں آ جائے گی۔ جی، محترمہ انجم صفدر صاحبہ!

برائٹ پبلیکیشن راولپنڈی کی جانب سے کلاس اول کی سائنس کتاب میں نبی پاک ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ "برائٹ پبلیکیشن راولپنڈی" نے فوجی فاؤنڈیشن سکول سسٹم کی پہلی کلاس کی سائنس کی کتاب کے صفحہ نمبر 39 [********] مذکورہ پبلیکیشن کے ذمہ داران کی طرف سے یہ مذموم حرکت دراصل وہاں زیر تعلیم معصوم بچوں کے قلوب و اذہان پر اثر انداز ہونے اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی ناپاک کوشش ہے اور ستم ظریفی تو یہ ہے کہ محکمہ تعلیم اور دیگر اعلیٰ مجاز حکام ابھی تک نبی پاک ﷺ کی شان میں کی جانے والی اس مبینہ گستاخی پر کوئی راست اقدام کرنے کی بجائے خواب غفلت میں سوئے ہوئے ہیں جس پر تمام مسلمان سراپا احتجاج ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کا جواب پڑھنے سے پہلے آپ کی خدمت میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ یہ اتنا حساس معاملہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی شان کے متعلق بات کرنے میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایک ایک لفظ میں احتیاط کرنی چاہئے لیکن آپ کے سیکرٹریٹ میں جو لوگ بیٹھے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ انھوں نے اس تحریک کو circulate کرنے سے پہلے اس بات کا اندازہ کیا نہ اس بات کا احساس کیا اور آج یہ معاملہ جس طرح سے سامنے آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے صحیح یا غلط ہونے کی بات بعد میں ہے لیکن اس تحریک کو پڑھنے سے ہی ہر مسلمان کا دل دکھا بھی ہو گا اور جذبات بھی مجروح ہوئے ہوں گے۔ ان چیزوں پر نہ صرف معزز ممبران جو اس معاملے کو

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ 1056 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اٹھائیں ان کو بلکہ سیکرٹریٹ کو بھی اس معاملے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے اور آپ کو چاہئے کہ آپ اس معاملے میں انکوائری فرمائیں اور یہ دیکھیں کہ یہ کس طرح سے ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اس بارے میں بریگیڈئر افتخار مہدی سیکرٹری سنٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز فوجی فاؤنڈیشن سے تفصیلی رپورٹ موصول ہوئی ہے جس کی بنیاد پر جو بات تحریک میں کہی گئی ہے ممبر کی نشان کردہ گستاخی اور بے ادبی والا کوئی بھی منظر موجود نہ ہے اور یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گی کہ اس تحریک میں اس sentence کو کارروائی سے حذف کر دینا چاہئے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کے متعلق یہ بات ہے جو بالکل مناسب نہیں ہے۔ میں اس لئے نشاندہی کر رہی ہوں کہ یہاں سے یہ sentence شروع ہوتا ہے کہ "صفحہ نمبر 39 پر اور اس سے آگے والا sentence تو بالکل بھی مناسب نہیں ہے"۔ آپ اسے خود پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: مجھے بھی پڑھ کر افسوس ہوا ہے بلکہ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ دفتر کی طرف سے یہ ہوا ہے۔ میرے ہوتے ہوئے تو یہ بات سامنے نہیں آئی لیکن مجھے افسوس ہے کہ دوستوں نے اسے دیکھا نہیں ہے۔ بہر حال میرے خیال میں اب اس پر بحث کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے صرف اس sentence کو کارروائی سے حذف کرنے کے لئے کہا ہے جو ریکارڈ پر نہیں آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: اُن کی شان میں جو بھی غلط بات کسی نے کی ہے چاہے وہ کوئی بھی ہے مناسب نہیں ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میری آپ سے request ہے کہ اس سلیبس اور کتاب کی دوبارہ انکوائری اور تحقیق کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگر تو آپ کتاب کا کوئی حصہ لے کر آئی ہیں تو ہمیں دے دیں ہم اس پر action خود لیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس sentence کو کارروائی کا حصہ نہیں بننا چاہئے۔

جناب سپیکر: اُن کی شان میں کسی نے جو [**] کی ہے وہ سب حذف کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

نمبر 981 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے جو move ہو چکی ہے۔ رانا صاحب! یہ آج کے لئے pending تھی کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو آپ اگلے ہفتے تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اگلے ہفتے سے کیا مراد ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): Monday تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 985 بھی محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔ یہ بھی آج کے لئے pending تھی۔ جی، رانا صاحب!

محکمہ تحفظ ماحولیات اور ضلعی انتظامیہ کی غفلت سے غیر قانونی فیکٹریوں اور کارخانوں سے لاہور میں آلودگی میں اضافہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موجود ہے۔ یہ درست ہے کہ رہائشی علاقوں میں صنعتوں کا وجود ماحولیاتی اور دیگر مسائل کا باعث ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ محکمہ ماحولیات کی غفلت کی وجہ سے یہ سارے مسائل ہیں۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ محکمہ ماحولیات کو دی گئی شکایات رسمی کارروائی کے بعد ردّی کی ٹوکری کی نذر ہو گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شہر بالخصوص شمالی لاہور میں کارخانے، فیکٹریاں اور ملیں محکمہ ماحولیات کے وجود میں آنے سے پہلے کام کر رہی ہیں۔ رہائشی علاقوں میں ماحولیاتی مسائل کی اصل وجہ لاہور شہر کے master plan اور building regulation پر مناسب عملدرآمد نہ ہونے کے باعث ہے۔ اگر ان پر مؤثر عملدرآمد کرایا جائے تو کوئی کارخانہ یا فیکٹری رہائشی علاقہ میں قائم نہیں ہو سکتی۔ مزید برآں سوئی گیس اور واپڈا کے محکمہ جات رہائشی علاقوں میں قائم غیر قانونی کارخانوں کو انڈسٹریل اور کمرشل کنکشن دے رہے ہیں جس کی وجہ سے ماحولیاتی مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ شمالی لاہور کی تقریباً تمام آبادیاں بغیر کسی منظوری کے وجود میں آئی ہیں جن میں تنگ

سڑکوں، کچی جگھوں اور بغیر منصوبہ بندی کی وجہ سے کئی مسائل ہیں۔ محکمہ ماحولیات پنجاب اور ضلعی دفتر ماحولیات لاہور اپنے محدود سٹاف کے ساتھ ماحولیاتی مسائل کے حل کے لئے کوشاں ہیں۔ اس سلسلہ میں شمالی لاہور میں آلودگی پیدا کرنے والے 132 کارخانوں کو seal کیا گیا اور 151 کارخانے و فیکٹریاں جن میں 38 پلاسٹک کے کارخانے بھی شامل ہیں اُن کے خلاف ماحولیاتی قوانین کے تحت کارروائی کی گئی۔ محکمہ کے احکامات کی عدم تعمیل کی وجہ سے 62 یونٹوں/ فیکٹریوں کے خلاف استغاثے برائے سزا ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کئے گئے ہیں۔ ماحولیاتی ٹربیونل نے 43 کیسوں کا فیصلہ کیا اور باقی کیس زیر سماعت ہیں۔ مزید برآں شمالی لاہور میں 277 کارخانوں/ فیکٹریوں کے خلاف عوامی شکایات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ محکمہ ہذا قانونی کارروائی کے علاوہ عوامی آگاہی کے پروگرام کے تحت بھی ماحولیاتی آلودگی پر قابو پانے کے لئے کوشاں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صرف اس میں یہی گزارش کرنا چاہوں گی کہ میں متفق ہوں کہ یہ رہائشی آبادیاں بعد میں وہاں پر develop ہوئی ہیں لیکن چونکہ یہ لوگوں کی جانوں سے کھیل رہے ہیں اس لئے kindly محکمہ یہ سارا سسٹم speedy کرے اور ان کو رہائشی آبادیوں سے باہر نکالا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 988 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 994 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اسے بھی کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1003 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1009 سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی ہے۔ راناصاحب! یہ پڑھی جا چکی ہے، کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: جواب آ گیا ہے لہذا اسے غور سے سنیں۔

یوریا کھاد کی قیمتوں میں بے جا اضافہ سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کھادوں کی قیمتیں مقرر کرنا اور مربوط بنانا وفاقی حکومت کا دائرہ کار ہے۔ اس سلسلے میں Fertilizer Policy 2001 کے تحت وفاقی وزیر صنعت و پیداوار کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں خوراک، زراعت اور وزارتِ خزانہ کے نمائندے بھی شامل ہیں اور یہ کمیٹی کھادوں کی قیمتیں مربوط بنانے کی ذمہ دار ہے۔ یوریا کھاد کی قیمت میں اضافہ کے فوری بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے وزیر اعظم پاکستان کے لئے اپنے مراسلے میں مطالبہ کیا کہ یوریا کھاد کی قیمت میں حالیہ اضافہ قطعی بلاجواز ہے جس سے کسانوں کے مسائل میں مزید اضافہ ہو گیا ہے لہذا کھاد کی صنعت کو فوری طور پر اسے واپس لینے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔ Fertilizer Policy 2001 کے تناظر میں یہ بھی درخواست کی گئی کہ کھادوں کی قیمتوں میں کسی بھی اضافے کی پیشگی اطلاع صوبہ پنجاب کو متعلقہ وزارت کے ذریعے فراہم کی جائے تاکہ صوبے میں قیمتیں متوازن رکھی جا سکیں۔ وزیر زراعت پنجاب نے 4۔ جولائی 2011 کو وزارتِ صنعت و پیداوار میں یوریا کھاد میں اضافے کے جائزہ کے سلسلہ میں منعقدہ اجلاس میں بھی صوبائی مؤقف بھرپور انداز میں پیش کرتے ہوئے اس اضافے کو بلاجواز قرار دیا اور اس کی فوری واپسی کا مطالبہ کیا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ تو بالکل ٹھیک ہے کہ مراسلہ بھی جاری کر دیا اور مطالبہ بھی کر دیا ہے لیکن فی الوقت حکومت پنجاب کو چاہئے کہ immediately وفاقی حکومت سے implement کرائے کیونکہ سب سے زیادہ affectee پنجاب کے کسان ہوتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ اس کا notice خود ہی لیں۔ محترمہ اس کو مزید press نہیں کرتیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب ہم نے business کے order کو change کیا تو اس کے لئے ہمیں rules معطل نہیں کرنے چاہئیں تھے کہ Question Hour بعد میں لیں گے اور پہلے تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار لیں گے تو مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھے۔ میں نے اس وقت کہہ دیا تھا اور یہ سب کے مشورے کے ساتھ بات ہوئی۔ آپ فی الحال اسے نہ چھیڑیں اور تشریف رکھیں کیونکہ دو منٹ میں ہم وقفہ سوالات شروع کرنے والے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 1015/10 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار پڑھی جاچکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

بلدیہ ڈنگہ ضلع گجرات میں قائم بس سٹینڈ کو ختم کرنے سے ٹریفک بلاک اور بھتہ خوری میں اضافہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 1015/10 کا جواب یہ ہے کہ سابقہ بلدیہ ڈنگہ میں واقع بس سٹینڈ منظور شدہ تھا جس سے پارکنگ فیس کی مد میں آمدن ہوتی تھی۔ 14۔اگست 2001 کو TMA کے وجود میں آنے کے بعد باقاعدہ سے پارکنگ فیس TMA funds میں جمع ہو رہی ہے جس کی سال وار تفصیل میں بتا دیتا ہوں کہ 02-2001 میں 6 لاکھ 59 ہزار 352 روپے، 03-2002 میں 7 لاکھ 11 ہزار 148 روپے، 04-2003 میں 8 لاکھ 30 ہزار روپے، سال 05-2004 میں 9 لاکھ 25 ہزار روپے، سال 06-2005 میں 10 لاکھ 20 ہزار روپے، سال 07-2006 میں 8 لاکھ 40 ہزار روپے، سال 08-2007 میں 9 لاکھ 64 ہزار روپے، سال 09-2008 میں 9 لاکھ 82 ہزار روپے، سال 10-2009 میں 9 لاکھ 77 ہزار روپے اور سال 11-2010 کے ابھی چونکہ چھ ماہ ہوئے ہیں تو اس عرصہ میں 4 لاکھ 73 ہزار روپے وصول ہوئے ہیں۔ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ بس سٹینڈ کے لئے جگہ کی مدت lease ختم ہو چکی ہے جس کی وجہ سے بسیں سڑک پر ہی کھڑی ہو رہی ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر بس سٹینڈ ہو تو یہ آمدنی مزید بڑھ سکتی ہے لیکن وہاں پر پانچ سال سے کوئی بس سٹینڈ نہیں ہے جس کی وجہ سے بازار میں بسیں کھڑی کی جاتی ہیں---

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس معاملے کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں تاکہ وہ اس کا فیصلہ کر کے ایوان میں بتائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر فرمائیں تو سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو بلا کر ان کے ساتھ میاں صاحب کو بٹھا دیتا ہوں مزید یہ کہ سیکرٹری بلدیات سے کہیں گے کہ وہاں پر T.M.A سے کہہ کر کوئی جگہ مختص کروائیں۔ بسوں کے سٹینڈ کے لئے وہاں پر کوئی جگہ مختص ہونی چاہئے لیکن اس کے لئے کمیٹی کی as such ضرورت نہیں ہے۔ اگر مسئلہ حل نہ ہو سکا تو پھر کمیٹی کو refer کرنا ہوا تو اسے کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ رانا صاحب سے مل لیں۔

میاں طارق محمود: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کی یقین دہانی کے بعد اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2/11 بھی میاں طارق محمود صاحب کی پڑھی جا چکی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس لئے اسے آپ سوموار تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے یہ تحریک التوائے کار اگلے Monday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے جسے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ پڑھی جا چکی ہے تو میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی وہ آئی نہیں ہیں اس لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی انہی کی ہے جسے 24-جنوری تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/11 ملک محمد عباس راں صاحب کی پڑھی جا چکی ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی میرے پاس جواب نہیں آیا اس لئے اسے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اسے سوموار تک pending کیا جاتا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! اسے سوموار کی بجائے منگل تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو 25۔جنوری تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے اور اسے بھی منگل 25۔جنوری تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 19/11 محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کی پڑھی جا چکی ہے۔ جی، رانا صاحب!

لاہور کی ڈسٹرکٹ اور کوٹ لکھپت جیل میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھنے سے قیدیوں کے مسائل میں اضافہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 19/11 کا جواب یہ ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ تمام جیلوں میں گنجائش سے کہیں زیادہ اسیران بند ہیں۔ سنٹرل جیل لاہور میں اس وقت 3800 اسیران بند ہیں جبکہ سنٹرل جیل لاہور میں 1406 اسیران کی گنجائش ہے۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں 4083 اسیران بند ہیں جبکہ اس جیل میں 1050 اسیران کی گنجائش ہے۔ اس rush کی وجہ سے نہ صرف اسیران کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ جیل انتظامیہ کو بھی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ ان جیلوں میں مختلف نوعیت کے اسیران جن میں سپاہ صحابہ، لشکر جھنگوی، تحریک طالبان، بیت اللہ محسود گروپ اور دوسری جیلوں سے نکالے گئے خطرناک اسیران اور بہت سارے gangsters بھی بند ہیں جنہیں علیحدہ علیحدہ بند کرنے اور جیل کے معاملات چلانے میں بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں اور یہ درست نہ ہے کہ ان جیلوں میں آرام کے لئے کوئی shift system قائم کیا ہوا ہے۔ پنجاب میں اس وقت مزید 14 جیلیں زیر تعمیر ہیں جن کے مکمل ہونے پر مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جیل قوانین پر عمل درآمد کے لئے ہر ممکن اقدامات اٹھائے جاتے ہیں جبکہ قیدیوں کی اصلاح اور فلاح کے لئے بھی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں اسیران مختلف تعلیمی امتحانات دیتے ہیں جس کے لئے انہیں تمام سہولیات میسر کی جاتی ہیں۔ اس طرح مسلم اور غیر مسلم دونوں communities کے اسیران کی مذہبی تعلیم کا خاص بندوبست کیا جاتا ہے۔ مختلف مذہبی و دینی سکالر اور اساتذہ جیل ہذا میں آ کر دینی اور مذہبی تعلیم سے انہیں روشناس کراتے ہیں۔

اسیران کی صحت اور دیکھ بھال کے لئے تمام سہولیات میسر ہیں اور مختلف سرکاری ہسپتالوں جن میں جناح ہسپتال لاہور، سروسز ہسپتال لاہور اور میوہسپتال لاہور قابل ذکر ہیں سے specialist ڈاکٹر اور Consultant حضرات بھی وقتاً فوقتاً اور ضرورت پڑنے پر visit کرتے رہتے ہیں۔ جیل اسیران کی خون کی سکریننگ کروائی گئی ہے، مریضوں کے علاج کے لئے تمام اقدامات اٹھائے جاتے ہیں مثلاً ایڈز کے مریضوں کا علاج پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کی مدد سے شروع کیا جا چکا ہے۔ ہیپاٹائٹس کے مریضوں کا علاج پنجاب ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے تعاون سے کیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں خون و دیگر ضروری ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں۔ ٹی بی کے مریضوں کا علاج T.B. Programme کے تحت کیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں تمام ادویات اس پروگرام سے مفت مہیا کی جا رہی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں گنجائش سے کہیں زیادہ تین گنا اسیران بند ہیں جس کی وجہ سے بہت سارے مسائل جنم لیتے ہیں۔ جہاں تک خوراک و پانی کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں کسی طور پر بھی کمی بیشی نہیں کی جاتی اور اس سلسلے میں جیل ہذا کے اسیران کو کوئی شکایت نہ ہے۔ یہ درست ہے کہ overpopulation کی وجہ سے زیادہ جگہ میسر نہ ہے مگر سونے کے لئے سردیوں میں تمام اسیران کو کمبل اور گرمیوں میں دری دی جاتی ہے۔ تمام اسیران کو پہننے کے لئے ان کی جسامت کے مطابق سوٹ مہیا کئے جاتے ہیں۔ مخیر حضرات اور این جی اوز کی طرف سے ملنے والی تمام اشیاء مثلاً کمبل، پنکھے، واٹر کولر، تیل، صابن، جوتے، فوم کے گدے اور اس طرح کی دیگر اشیاء مخیر حضرات اور N.G.Os کے نمائندے خود اپنے ہاتھوں سے اسیران میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس طرح سے اس نظام کو چلایا جا رہا ہے اور جو جیلیں زیر تعمیر ہیں ان کے مکمل ہونے کے بعد صورتحال بہتر ہو جائے گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ یہ basically انسانی حقوق کا مسئلہ ہے اس لئے یہاں پر کوئی monitoring system ہونا چاہئے تاکہ چیک کیا جا سکے کہ وہ اسیران جیل کس طرح رہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب ہم Question Hour لیتے ہیں کیونکہ یہ روکے گئے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ آپ کی discretion اور power ہے کہ آپ جیسے بھی اس ہاؤس کو چلانا چاہیں آپ کو اس کا مکمل اختیار ہے۔ میری گزارش یہ تھی کہ rules یہ کہتے ہیں کہ:

> The first hour of a sitting, after the recitation from the Holy Quran and Naat and the swearing in of members, if any, shall be available for the asking and answering of question.

اگر ہم نے rules کو suspend کرنا ہے تو وہ بھی آپ کے اختیار میں ہے۔ آرٹیکل 234 کہتا ہے کہ آپ rules کو suspend کر سکتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ابھی وہ rules suspend کر لیں کہ ہم rules suspend کر کے question hour کو بعد میں لے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں اپنے محترم بھائی لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ Chair کا جو conduct ہوتا ہے وہی اُس کا فیصلہ ہوتا ہے۔ Rules کو کوئی گردن سے پکڑ کر suspend نہیں کرنا ہوتا۔ جب آپ نے Question Hour کو مؤخر کر کے تحاریک شروع کیں تو rules automatically suspend ہو گئے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب بہت سمجھ دار ہیں، ان کو ساری باتوں کا پتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں قانون کی بات کرتا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ خاموش رہیں۔

جناب سپیکر: جب یہ کام ہوا تھا تو آپ نے اُس وقت point out کیوں نہیں کیا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: اُس وقت میں rules دیکھ رہا تھا، مجھے یہ rules کوئی زبانی یاد تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اُس وقت ہاؤس میں تھے ہی نہیں اس لئے اِس پر آپ question کر ہی نہیں سکتے۔ چلیں، میں اب question put کرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو کریں put، یہی تو میری گزارش ہے کہ question put کریں۔

جناب سپیکر: کسی بات پر کروں گا، ایسے تو نہیں کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات categorically کہہ رہا ہوں کہ جب میں نے آپ سے request کی اور اس request کی reason یہ تھی کہ پارلیمانی سیکرٹری چودھری ظفر اقبال ناگرا تاخیر سے آئیں گے۔ جب آپ نے میری request کو accept کرتے ہوئے Question Hour کو ملتوی کیا اور Adjournment Motions شروع کیں تو Chair کا جو conduct ہے itself اس سے rules suspend ہوئے۔ اب rules کو کوئی پکڑ کر تو نہیں suspend کرنا تھا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مجھے ایک منٹ دیں، میں rules کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں پہلے ہاؤس سے پوچھوں گا، اگر آپ کو اجازت ملے گی تو پھر پڑھیں۔ میں ایسے اجازت نہیں دوں گا، آپ بلاوجہ ہی معاملات کو اس طرح سے الجھاتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو کیا یہ کتاب بلاوجہ لکھی گئی ہے؟

جناب سپیکر: یہ کتاب وجہ سے لکھی گئی ہے لیکن آپ کو اُس وقت آنا چاہئے تھا اور پھر point out کرتے۔ میں نے اُس وقت ہاؤس کی sense لی تھی اور میں ہاؤس کی sense کے بغیر نہیں چلا۔ پہلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں!

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 466 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

راولپنڈی، چاندنی چوک سے مریڑ چوک مری روڈ کی توسیع

*466: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں چاندنی چوک سے مریڑ چوک مری روڈ کی توسیع کشادگی اور خوبصورتی کے لئے موجودہ حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) مذکورہ منصوبہ کب شروع ہوگا اور کب مکمل ہوگا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) سوال متعلقہ جناب وزیر مواصلات و تعمیرات سے متعلق ہے البتہ چاندنی چوک تا مریڑ چوک کشادگی اور خوبصورتی کا کام راولپنڈی ترقیاتی ادارہ نے 1998 میں کیا تھا۔ فی الحال کشادگی اور خوبصورتی کے لئے حکومت پنجاب نے 5 کروڑ روپے منظور کیا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔ مئی 2009 میں مری روڈ کی ٹریفک کے سلسلہ میں U.T.C system نصب کیا گیا تھا۔ مالی سال 11-2010 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں لاثانیہ ہوٹل تا ناز سنیما کی کارپٹنگ کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

(ب) منصوبہ کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد منصوبہ شروع کر دیا جائے گا اور ایک سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! یہ بڑا سادہ سا سوال تھا کہ راولپنڈی میں چاندنی چوک سے مریڑ چوک مری روڈ کی توسیع کشادگی اور خوبصورتی کے لئے موجودہ حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟ اس کا جواب تضادات کا مجموعہ ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہا گیا ہے کہ یہ سوال جناب وزیر مواصلات و تعمیرات سے متعلق ہے۔ اگر یہ سوال وزیر مواصلات و تعمیرات سے متعلق ہے تو پھر انہوں نے جواب کیوں دیا اور ساتھ یہ لکھا ہے کہ "چاندنی چوک تا مریڑ چوک کشادگی اور خوبصورتی کا کام راولپنڈی ترقیاتی ادارہ نے

1998 میں کیا تھا۔"اگر یہ سوال مواصلات و تعمیرات سے متعلق ہے تو پھر یہ ترقیاتی ادارے نے کیوں کیا؟آگے لکھا ہے کہ "حکومت پنجاب نے کشادگی اور خوبصورتی کے لئے 5 کروڑ روپے منظور کیا ہے"اور ساتھ ہی لکھا گیا ہے کہ "یہ منظوری کے مراحل میں ہے۔"آپ اندازہ لگائیں کہ سوالات کے جوابات کا یہ معیار ہے۔ یہ جواب پورے اڑھائی سال بعد آیا ہے۔ اس کی تاریخ ترسیل 19 جون 2008 ہے اور یہ 13-جنوری 2011 کو آیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ 5 کروڑ روپے منظور کیا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔ اگر منظور کیا ہے تو پھر منظوری کے مراحل کا کیا مطلب ہے؟ پھر لکھا ہوا ہے کہ مری روڈ کی ٹریفک کے سلسلے میں UTC system نصب کیا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا اربن ٹریفک کنٹرول سسٹم توسیع، کشادگی یا خوبصورتی میں آتا ہے کیونکہ سوال صرف کشادگی، خوبصورتی اور توسیع کے حوالے سے تھا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ چاندنی چوک سے مریڑ چوک مری روڈ کی توسیع، کشادگی اور خوبصورتی کا مسئلہ ہے، یہ وزیر مواصلات کا ہی سوال ہے---

جناب سپیکر: آپ پہلے میری بات سنیں! آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ اسمبلی کا اجلاس کس وقت شروع ہوتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کی وجہ سے ہمارے تمام کام میں خرابی آئی ہے اور یہ میرے لئے قابل برداشت نہیں ہے۔ ہاؤس کی طرف سے آپ کے متعلق اگر کچھ کہا جائے تو پھر کیا کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کوٹ عبدالمالک پر ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس کی وجہ سے ٹریفک بند تھی---

جناب سپیکر: آپ کو پتا نہیں تھا کہ آج آپ کے سوالات ہیں؟ آپ کو رات اِدھر ہی رہنا چاہئے تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! آپ مجھے اپنا کمرہ رہنے کے لئے دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! چاندنی چوک تا مریڑ چوک کی کشادگی کا منصوبہ 1998 میں R.D.A نے تکمیل کیا تھا اور اس پر 54 کروڑ روپے کی لاگت آئی تھی۔ جس میں 21 کروڑ روپے حصول اراضی پر خرچ ہوئے، 27 کروڑ روپے سڑک کی تعمیر پر خرچ ہوئے، 2 کروڑ روپے سٹریٹ لائٹ اور ایک کروڑ روپیہ lane marking اور signals وغیرہ پر خرچ ہوئے تھے۔ پنجاب حکومت وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت پر ناز سینما سے لے کر لاثانیہ روڈ تک جس کی لمبائی 2.5 کلومیٹر بنتی ہے کی کشادگی کے لئے مذکورہ منصوبہ کا PC-1 تیار ہو چکا ہے اور کمشنر صاحب کو approval کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔ جونہی یہ پاس ہو جائے گا اس کی کشادگی شروع ہو جائے گی۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! یہ جواب پھر غلط دے رہے ہیں۔ یہ سوال توسیع، کشادگی اور خوبصورتی کے متعلق تھا۔ یہ اربن ٹریفک سسٹم توسیع میں آتا ہے، کشادگی میں آتا ہے یا خوبصورتی میں آتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جب کسی سڑک کی کشادگی کی جاتی ہے تو وہاں ٹریفک کنٹرول کرنے کے لئے، اس کی کشادگی اور خوبصورتی کے لئے اربن ٹریفک سسٹم لگایا جاتا ہے۔ مذکورہ منصوبہ پر 3 کروڑ 60 لاکھ روپے کی لاگت آئی ہے جس میں R.D.A نے 2 کروڑ 30 لاکھ روپے signals پر خرچ کئے، 50 لاکھ روپے lane marking اور 70 لاکھ روپے چوک کی improvement اور over cap پر خرچ کئے تاکہ روڈ کی کشادگی اور خوبصورتی ہو سکے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ مالی سال 2010-11 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں لاثانیہ ہوٹل تا ناز سینما تک carpeting کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ لاثانیہ ہوٹل تا ناز سینما کیا یہ مری روڈ کا حصہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ناز سینما سے لے کر لاثانیہ روڈ تک یہ مری روڈ کا حصہ ہے اور اس کی لمبائی 2.5 کلومیٹر بنتی ہے۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! یہ مری روڈ کا حصہ نہیں ہے، یہ غلط جواب آیا ہے اور اس جواب میں بہت چیزیں غلط لکھی گئی ہیں۔ یہ مری روڈ کا حصہ نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محترم معزز ممبر میرے ساتھ چلے جائیں اور یہ چیک کر لیتے ہیں کیونکہ یہ مری روڈ کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر: ان کی گاڑی میں جائیں۔ یہ اپنی گاڑی لے کر آپ کو ساتھ لے کر جائیں، خرچہ بھی آپ کا ہو گا اگر آپ چیک کروانا چاہتے ہیں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں اسی شہر کا رہائشی ہوں، میں انہیں کھانا بھی کھلاؤں گا اور ان کی رہائش کا بھی بندوبست کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اس کو چیک کر لیں کیونکہ وہ کہتے ہیں میں صحیح ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ میں صحیح ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! حکومت نے مری روڈ پر flyover کا منصوبہ شروع کرنا تھا تو میرا سوال تھا کہ منصوبہ کب شروع ہو گا اور کب مکمل ہو گا تو اس کا جواب انہوں دیا ہے کہ منصوبہ کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بعد شروع کر دیا جائے گا اور ایک سال میں مکمل کر لیا جائے گا۔ سوال 2008 میں کیا گیا تھا، جواب 2011 میں آیا ہے اور تین سال گزر گئے ہیں تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ اس کی cut of date کیا ہے کہ یہ منصوبہ کب تک منظور ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس منصوبہ کے تحت 2008 میں C&W نے مری روڈ پر ایک flyover بنانے کا منصوبہ بنانا تھا۔ اس وقت کے وزیراعلیٰ نے اس کا افتتاح بھی کیا تھا اور اس وقت کوئی پیشرفت نہیں ہوئی اور اب یہ منصوبہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے کہنے پر دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ ہمیں بتا دیں کہ کس تاریخ تک اس کی منظوری ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، وہ اسی سال میں کر دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ منصوبہ منظوری کے مراحل میں ہے اور جونہی فنڈز فراہم ہوں گے تو منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ جی، گوہر افشانی ہو۔

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1648 ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور - مہر فیاض کالونی ایل ڈی اے کی تفصیلات

*1648: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا مہر فیاض کالونی اے، بی، سی ڈی اور اے اے، ایل ڈی اے کی حدود میں واقع ہیں؟

(ب) کیا اس کالونی کو بناتے وقت اس کے مالک نے ایل ڈی اے سے این او سی حاصل کیا تھا اور اس کا نقشہ منظور کروایا تھا؟

(ج) یہ کالونی کتنے رقبہ پر بنائی گئی ہے اور ان میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے کے بائی لاز کے تحت اس کالونی کا ڈویلپر اس کالونی میں سیوریج واٹر سپلائی، بجلی اور گیس کی سہولیات فراہم کرنے کا پابند ہے؟

(ہ) اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مہر فیاض کالونی فیز اے، بی، سی، ڈی اور اے اے میں مذکورہ سہولیات اس کے ڈویلپر نے فراہم کی ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) کیا ایل ڈی اے اس کالونی میں سیوریج، واٹر سپلائی، بجلی اور گیس کی سہولیات فراہم کروانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) مہر فیاض کالونی (اے)، (بی)، (سی)، (ڈی) اور (اے اے)، ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں واقع نہ ہے بلکہ یہ کالونی ٹی ایم اے واہگہ ٹاؤن کے زیر کنٹرول ہے۔

(ب) چونکہ مہر فیاض کالونی ایل ڈی اے کے زیر اثر (کنٹرولڈ)علاقہ میں نہ ہے اس لئے ایل ڈی اے نے نہ تو اس کا نقشہ پاس کیا ہے اور نہ اس کو این او سی جاری کیا ہے۔

(ج) محکمہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) پنجاب پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز اینڈ لینڈ سب ڈویژن رولز2010 کے تحت مالک سکیم (سپانسر) سکیم کو ڈویلپ کرنے کا پابند ہے اور اس کو سکیم کے اندر سیوریج، واٹر سپلائی، بجلی اور سڑکیں ڈویلپ کرنی ہوتی ہے۔

(ہ) چونکہ مہر فیاض کالونی ایل ڈی اے میں سے منظور شدہ نہ ہے اور نہ ہی ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں واقع ہے اس لئے اس کے اندر مہیا کردہ سہولیات کی معلومات ایل ڈی اے کے پاس نہ ہے۔

(و) یہ کالونی ایل ڈی اے سے منظور شدہ نہ ہے اور نہ ہی ایل ڈی اے کے کنٹرولڈ ایریا میں واقع ہے اس لئے محکمہ ایل ڈی اے اس میں سروسز مہیا کرنے کا پابند نہ ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال1650 ہے اور ان دونوں کو اکٹھا کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ کیسے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں جو سوال کرنا چاہ رہا ہوں تو یہ دونوں سوالوں کو ملا کر ہی ہو گا، اس طرح ہاؤس کا ٹائم بھی بچ جائے گا۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے میرے سوال کے جز(الف) کا جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: اب ہمیں آپ سے یہ بھی پوچھنا پڑے گا کہ کون سے سوال کے جز(الف) کا جواب دیا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر1650 کے جز(الف) کا جواب ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ سوال نمبر1648 پر آئیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس کا جواب آئے گا تو وہ ہوا میں معلق ہو جائے گا تو اس میں اگر میں کہوں کہ اس کے جواب سے مطمئن ہوں تو کام خراب ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: پھر آپ کے لئے تو فائدہ ہو گا، آپ کا ٹکٹ بھی خرچ نہیں ہو گا اور آپ جہاز میں سیر بھی کر لیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس لئے ان دونوں کو اکٹھا خرچ کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پہلے اس کا جواب لیں پھر اگلے سوال کا جواب لیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: کون سے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! پہلے والے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: کس جواب کے کس جز سے مطمئن نہیں ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1648 کا جو جواب دیا گیا ہے میں اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ اس پر ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ضمنی سوال اگلے سوال کو ملا کر ہونا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر پھر بعد میں جائیں گے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ T.M.A کو کتنے کنال کی ہاؤسنگ کالونی approved کرنے کا اختیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، T.M.A کو کتنے کنال کی ہاؤسنگ سوسائٹی منظور کرنے کا اختیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! T.M.A کو 160 کنال رقبہ پر کالونی بنانے کا اختیار ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، اگلے سوال پر آئیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1650 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور، پی پی۔145میں غیر قانونی کالونیاں اور ہاؤسنگ سکیموں کی تفصیلات

*1650: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔145 لاہور میں کتنی اور کون کون سی کالونیاں اور ہاؤسنگ سکیمیں ہیں جو ایل ڈی اے کی بغیر منظوری اور این او سی کے قائم ہوئی ہیں، ان کے نام، رقبہ اور جگہ کی تفصیل بتائیں اور ان کے ڈویلپر کے نام اور پتاجات بھی بتائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کالونیوں / ہاؤسنگ سکیموں کے ڈویلپر نے ان آبادیوں میں واٹر سپلائی، سیوریج، بجلی اور سوئی گیس کی سہولیات نہ پہنچائی ہیں؟

(ج) کیا ایل ڈی اے ان کالونیوں / ہاؤسنگ سکیمز کو اپنی تحویل میں لینے اور ان میں واٹر سپلائی، سیوریج، بجلی اور سوئی گیس فراہم کرنے اور غیر قانونی / بغیر این او سی کالونیاں / ہاؤسنگ سکیمیں بنانے والے مالکان کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) پی پی۔145 لاہور کا حلقہ ایل ڈی اے کا کنٹرولڈ ایریا نہ ہے بلکہ T.M.A واہگہ ٹاؤن (سابقہ عزیز بھٹی ٹاؤن) کے کنٹرول میں ہے جہاں کسی قسم کے پاس کرنے کا اختیار واہگہ ٹاؤن کے پاس ہے۔ پی پی۔145 کا علاقہ 2005 تک عزیز بھٹی ٹاؤن جو کہ اب واہگہ ٹاؤن بن گیا ہے کے زیر اثر رہا۔2005 میں پہلی دفعہ حکومت پنجاب نے پرائیویٹ سائٹ ڈویلپمنٹ سکیمز ریگولیشن (رولز) نافذ کئے جس کے مطابق علاقہ پی پی۔145 کا کنٹرول سکیموں کی حد تک ایل ڈی اے کے اختیار میں دے دیا گیا جس پر محکمہ ایل ڈی اے نے T.M.A عزیز بھٹی ٹاؤن (واہگہ ٹاؤن) کو 2005 میں لیٹر لکھا کہ وہ اب تک اپنے زیر اثر علاقہ میں بنائی گئی قانونی اور غیر قانونی ہاؤسنگ سکیمز کے متعلق معلومات فراہم کرے جس کے جواب میں متعلقہ T.M.A نے ایک عدد لسٹ جاری کی جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ محکمہ ایل ڈی اے نے 2005 کے بعد مارچ 2010 تک کوئی مزید غیر قانونی سکیم نہ بننے دی۔ اس علاقہ کا اختیار سنبھالنے کے بعد محکمہ ایل ڈی اے نے عوام الناس کی اطلاع کے لئے ان غیر قانونی سکیموں کے بارے میں اخبار میں دیا تاکہ لوگ اس میں پلاٹوں کی خرید و فروخت نہ کریں۔ حکومت پنجاب نے مارچ 2010

میں ایک نیا قانون پنجاب پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز اینڈ لینڈ سب ڈویژن 2010 نافذ کیا جس کے تحت پی پی-145 کا علاقہ دوبارہ TMA کے کنٹرولڈ ایریا میں آگیا ہے اور ایل ڈی اے کا یہاں اب کوئی اختیار نہ ہے۔

(ب) چونکہ پی پی-145 لاہور میں قائم ہونے والی کالونیوں اور ہاؤسنگ سکیمیں ایل ڈی اے کے زیر کنٹرولڈ نہ ہے بلکہ TMA واہگہ ٹاؤن کے کنٹرولڈ میں ہے تاہم یہ سکیمیں ایل ڈی اے سے باقاعدہ منظوری فنڈز کی دستیابی پر واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولت مہیا کی جاسکتی ہے۔

(ج) اس کا جواب جز (ب) میں واضح کر دیا گیا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس کے جز (الف) میں کہتے ہیں کہ پی پی-147 میں چھ کالونیاں ہیں اور جو لسٹ انہوں نے مجھے دی ہے اس میں پہلی کالونی کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ نیو شالیمار ہاؤسنگ سکیم 700 کنال پر مشتمل ہے، مہر فیاض کالونی 900 کنال پر مشتمل ہے۔ عامر ٹاؤن 600 کنال پر مشتمل ہے، کینال بنک 1000 کنال پر مشتمل ہے، کینال پوائنٹ 200 کنال پر مشتمل ہے اور معیز ٹاؤن 165 کنال پر مشتمل ہے۔

جناب سپیکر! TMA کو تو 160 کنال کے نیچے کی ہاؤسنگ کالونیوں کو منظور کرنے کا اختیار ہے اور 160 کنال سے اوپر کی ہاؤسنگ کالونیاں تو L.D.A نے منظور کرنی ہیں۔ میاں صاحب بار بار ہر مجلس میں پڑھتے ہیں کہ:

ظلم بچے جن رہا ہے کوچہ بازار

جناب سپیکر! میرے علاقے کے لوگ کب تک اس انتظامیہ کے ہاتھوں پھنستے رہیں گے۔ LDA والے کہتے ہیں کہ یہ ہم نے نہیں approve کی، T.M.A نے کرنی ہے۔ ساری کالونیاں دو، دو سو کنال سے زیادہ بڑی ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری نے جو جواب دیا ہے کہ یہ T.M.A کے اختیار میں نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ یہ ساری کالونیاں ایل ڈی اے نے take up کرنی تھیں اور ان کے by laws کے تحت تعمیر ہونی تھیں، ان کے by laws کے تحت سیوریج، واٹر سپلائی، گیس، بجلی اور روڈ مہیا کئے جانے تھے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے نشاندہی کی ہے کہ چھ عدد کالونیاں ٹاؤن سے منظور شدہ نہ ہیں اور ان کی فہرست ہم نے اخبارات میں بھی دی ہے۔ جب یہ اختیار L.D.A کے پاس 2005 کے rules کے بعد

آیا تو TMA سے اس کی وضاحت لی گئی تھی کہ آپ کے حلقہ میں کون کون سی کالونیاں ہیں جو غیر قانونی تعمیر ہوئی ہیں۔اس وقت کی یہ چھ عدد کالونیوں کے خلاف اخبارات میں اشتہارات بھی دیئے گئے اور revenue officer کو بھی لکھا گیا تھا کہ ان کی منتقلی جائیداد نہ کریں۔ان کے خلاف چالان بھی مرتب کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد نوید انجم!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

جناب سپیکر: مطمئن تو آپ نے ہونا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس لئے میں نے کہا تھا کہ دونوں سوالوں کو اکٹھا کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے بات بتادی ہے، وہ آپ نے سن لی ہے اور ہم نے بھی سن لی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے پہلے جواب میں یہ کہا تھا کہ مہر فیاض کالونی L.D.A کی حدود میں واقع نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی،

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو کالونی 160 کنال کے اوپر جائے گی تو اس کو ایل ڈی اے take up کرے گا۔ یہ ساری چھ کالونیاں جو انہوں نے لکھ کر دی ہیں، ویسے میرے حلقہ میں 22 سے 24 پرائیویٹ کالونیاں ہیں میں کچھ اور کے نام پڑھ دیتا ہوں۔انہوں نے جواب بھی غلط دیا ہے، ان کے محکمہ کے جن آفیسروں نے جواب دیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ مجھے آٹھ دس کالونیوں کے نام بیٹھے بیٹھے یاد آئے ہیں کہ میرے حلقہ میں تو احمد ٹاؤن، افضال پارک، گلشن پارک، حبیب پارک، اکبر پارک، شاہ دین پارک، تاج محل پارک اور بسم اللہ پارک بھی ہیں یہ ساری پرائیویٹ کالونیاں ہیں۔

جناب سپیکر! جب تک محکمے اپنی اپنی ذمہ داری ادا نہیں کریں گے تو پبلک کو ریلیف نہیں ملے گا۔ جس کا جہاں دل چاہتا ہے دس یا پانچ ایکڑ جگہ لیتا ہے، ان کے پلاٹ بناتا ہے اور اسے بیچنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ لوگوں کی ساری زندگی کی جمع پونجی ہوتی ہے جس سے وہ دو مرلے یا تین مرلے یا پانچ مرلے کی جگہ خریدتے ہیں پھر ساری زندگی اپنی accessories کو گیس، بجلی کے میٹر، واٹر سپلائی کی لائن کے لئے استعمال کرتے ہوئے بوڑھے ہو جاتے ہیں انہیں یہ ساری آٹھ دس چیزیں ایک پاکستانی شہری ہونے

کے ناتے نہیں ملتی ہیں۔TMA کہتا ہے کہ میرا کام نہیں ہے اور LDA کہتا ہے کہ یہ میرا کام نہیں ہے تو ہمیں بتایا جائے کہ ہم ان جگہوں کے رہائشیوں کی حق تلفی کس کے ہاتھ میں ڈھونڈیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 26۔جنوری 2005 کو پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم rules نافذ العمل کئے اور اس طرح محکمہ LDA کو پورے ضلع لاہور میں پرائیویٹ سکیموں کی منظوری کا اختیار دیا گیا ہے۔اس طرح حلقہ پی پی۔145 کا کنٹرول بھی LDA کے پاس آگیا۔ محکمہ LDA نے مذکورہ بالا حلقہ کا کنٹرول سنبھالنے کے بعد عزیز بھٹی ٹاؤن اور واہگہ ٹاؤن کو لیٹر لکھا کہ اب تک اپنے زیر اثر علاقے میں بنائی گئی قانونی اور غیر قانونی ہاؤسنگ سکیموں کے بارے میں معلومات فراہم کریں جس پر متعلقہ TMA نے 2005 میں بنی ہوئی سکیموں کی ایک لسٹ جو چھ عدد ہے وہ بھجوائی۔اس پر LDA نے اخبارات میں بھی اشتہارات دیئے اور لوگوں سے اشتہارات میں یہ کہا گیا کہ اگر آپ نے یہاں کوئی خرید و فروخت کرنی ہے تو پہلے ایل ڈی اے سے معلومات لیں۔2010 میں یہ rules دوبارہ جب change ہوئے تو دوبارہ اختیارات ایل ڈی اے کے پاس چلے گئے۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد نوید انجم!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ پبلک کا matter ہے، کسی کو پانی میسر نہیں آ رہا کیونکہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔قانون یہ کہتا ہے کہ جب ایک کالونی بنے گی تو اس کا پانچ سے دس فیصد جو رقبہ ہے ان علاقوں کی ڈویلپمنٹ کے لئے فروخت کر کے خرچ کیا جائے گا۔کیا وہ پانچ سے دس فیصد رقبہ TMA یا LDA نے acquire کیا، اس کے پیسے LDA نے سڑکوں پر یا واسا نے سیوریج اور واٹر سپلائی پر خرچ کئے یا بجلی کے میٹر لگانے کے لئے یا گیس کی لائنیں بچھانے کے لئے خرچ ہوئے؟ یہ خرچ نہیں ہوئے۔ میری استدعا ہے کہ یہ چھ colonies تو انہوں نے اس میں admit کی ہیں۔میری گزارش یہ ہے کہ ابھی کمشنر صاحب کو آرڈر پاس کیا جائے کہ جتنی بھی private colonies جو TMA سے registered نہیں ہیں یا LDA سے پاس نہیں ہیں ان کی رجسٹریاں فی الفور بند کی جائیں، پبلک کو تنگ نہ کیا جائے اور جب تک یہ گورنمنٹ کے dues جمع نہ کرائیں ان کی sale deeds نہیں کھلنی چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بات سُنا کریں، تالیاں بجانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ آپ پہلے بات سُنا کریں پھر اس کا جواب سُنا کریں اور اس کے بعد decision لیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! پہلے ہی محکمہ ریوینو کو لکھا گیا ہے کہ ان کے انتقالات اور رجسٹری وغیرہ نہ کریں۔ اب دوبارہ کمشنر صاحب کو سیکرٹری صاحب سے letter لکھواتے ہیں کہ غیر قانونی سکیمیں بند کی جائیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ آج ہی یہ letter لکھیں اور کل آپ کو ہاؤس کو بتانا پڑے گا کہ ہم نے یہ Letter number so and so لکھ دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ان کالونیوں پر رجسٹری نہیں ہوگی، یہ پہلے بھی rule میں شامل ہے اور انشاء اللہ letter بھی لکھ دیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! نوید انجم صاحب نے جو مسئلہ اُٹھایا ہے یہ صرف ان کی constituency کے pertaining نہیں ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ پورے پنجاب میں starting from Attock to Sadiqabad یہ scandals عام ہیں اور housing societies لوگوں کو لوٹ رہی ہیں۔ کسی سے pension لے کر اس کا پورا پیسا ڈبو دیا ہے، کسی کے ساتھ کچھ کیا ہے۔ آپ کی Chair کے توسط سے میں Chief Minister سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کی legislation کریں یا کوئی high powered committee بنائیں جو اس کو streamline کرے اور لوگوں کی اس سے جان بچائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس کے لئے قانون پہلے ہی موجود ہے۔ Colonies کے لئے بھی، TMA کے لئے بھی LDA کے لئے بھی اور Commissioner کو بھی پہلے سے اختیار موجود ہے۔ اسے بس حرکت میں لائیں اور ان سب سے recovery کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: سوال سے تو اب ہم آگے چلے گئے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ بڑا اہم point ہے، میں ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ "پی پی-145 کے علاقہ 2005 تک عزیز بھٹی ٹاؤن جو کہ اب واہگہ ٹاؤن بن گیا ہے۔" عزیز بھٹی قوم کے ہیرو ہیں ان کو نشانِ حیدر ملا ہوا ہے۔ موصوف بتائیں کہ اس ٹاؤن کا نام واہگہ ٹاؤن کیوں رکھا گیا؟ واہگہ کون تھا جس کے لئے عزیز بھٹی کا نام بدل کر واہگہ ٹاؤن رکھ دیا ہے یہ بڑی زیادتی ہے، وہ قوم کے ہیرو ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ بدلا نہیں ہے۔ عزیز بھٹی لکھا ہے پھر within bracket واہگہ ٹاؤن لکھا ہوا ہے وہ اس کا پہلا نام ہو گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے دوں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! وہی جواب دے دیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو شاید پتا نہیں ہو گا میں بتا دیتا ہوں کہ جب پچھلی دفعہ 6 towns سے لاہور کے 9 towns بنائے گئے تو واہگہ ٹاؤن شالیمار ٹاؤن سے نکلا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں کافی ٹاؤن آتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جی، عزیز بھٹی ٹاؤن پہلے ہی exist کرتا تھا وہ تھوڑا سا پھیلا ہے، کم نہیں ہوا۔ عزیز بھٹی ٹاؤن اپنی جگہ پر ہی exist کرتا ہے اور واہگہ ٹاؤن شالیمار ٹاؤن سے نکلا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں، ہم اس سے آگے جا چکے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

MR SPEAKER: No, I am sorry gentleman.

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2031 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈرینج وسیوریج کے شعبہ جات کی تفصیلات

*2031:جناب وسیم قادر: کیاوزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈرین صفائی کرنے والے اور سیوریج صفائی کرنے والے دونوں علیحدہ علیحدہ شعبے ہیں اوران کے مین دفتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جب سیوریج بند ہو چکا ہے تو سیوریج کھولنے والے ڈرین کھولنے والوں پر الزام لگاتے ہیں اور جب ڈرین والوں کو کہا جاتا ہے تو وہ سیوریج کھولنے والوں پر ذمہ داری ڈال دیتے ہیں وضاحت کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں سیوریج اور ڈرین صاف کرنے کے لئے عملہ اور جدید مشینری ہونے کے باوجود لاہور میں سیوریج کا نظام جوں کا توں ہے اور سب سے زیادہ شکایات سیوریج کی ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان افسران اور ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو اپنی ذمہ داری قبول نہیں کرتے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے ہیں، کیا حکومت مذکورہ مسئلے کے حل کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست ہے۔واسا لاہور میں ڈرین صفائی کرنے والے اور سیوریج صفائی کرنے والے دونوں علیحدہ علیحدہ شعبے ہیں اوران کے مین دفاتر کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ سیوریج/ڈرینج کے متعلقہ شکایات کو رفع کرنے کے لئے واسا کا سیوریج/ڈرینج سٹاف اپنی اپنی ذمہ داریاں احسن طریقہ سے ادا کر رہا ہے۔سیوریج کے متعلقہ شکایت آنے پر سیوریج سٹاف کارروائی کرتا ہے جبکہ ڈرینج کے متعلقہ شکایت کو ڈرینج کا عملہ رفع کرتا ہے۔واسا میں صارف کی شکایت ٹیلی فون پر ہو یا صارف بذات خود واسا کے دفتر میں درج کروائے اس کو رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے اور شکایت کنندہ کو کمپلینٹ نمبر دیا جاتا ہے پھر اس شکایت کو کمپلینٹ بک پر درج کرکے کمپلینٹ سلپ متعلقہ سٹاف کے حوالے کی جاتی ہے جو کہ موقع پر جاکر شکایت رفع کرتا ہے۔واسا نے ہر قسم کی شکایات کے اندراج کے

لئے ایک مرکزی شکایات سیل قائم کیا ہوا ہے جس پر ٹول فری فون نمبر 1334 پر چار لائنیں چوبیس گھنٹے کام کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں ایک مربوط پروگرام کے تحت سیور اور نالوں کی صفائی (desilting) کا عمل سارا سال جاری رکھا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔واسا کا عملہ موجودہ وسائل کے اندر رہ کر اپنی بہترین استطاعت کے مطابق فرائض سرانجام دے رہا ہے اور ایک مربوط پروگرام کے تحت سیور اور نالوں کی صفائی (desilting) سارا سال جاری رکھی جاتی ہے۔واسا کا سیوریج کا نظام 24 گھنٹے کام کرتا ہے اور کوئی شکایت آنے پر واسا کا عملہ فوری کارروائی کرتا ہے۔اگر سیوریج بندش عام طریقہ سے (manually) دور نہ کی جا سکے تو اس کو جدید مشینری کی مدد سے دور کیا جاتا ہے۔سیوریج کے بند ہونے کی بڑی وجہ صارف کی طرف سے سیور کا استعمال صحیح طور پر نہ کرنا ہے۔عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ گھروں کی فالتو چیزیں، کوڑا کرکٹ اور سالڈ ویسٹ عموماً سیور میں پھینک دیتے ہیں یا پانی کے نکاس کی جالیوں کے اردگرد پھینک دیتے ہیں جس کی وجہ سے سیور میں پانی کے بہاؤ کا راستہ رک جاتا ہے جس کو واسا کا عملہ بعض دفعہ جدید مشینری کی مدد سے دور کرتا ہے۔واسا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی مدد سے وقتاً فوقتاً عوام کی آگاہی کی مہم چلاتا رہتا ہے اور ان سے تعاون کی درخواست بھی کرتا ہے کہ سیور اور ڈرین کا استعمال صرف اس کے مقاصد کے لئے ہی کیا جائے اور اس کو ڈسٹ بن کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔

(د) سیوریج / ڈرینج کے متعلقہ شکایات کو رفع کرنے کے لئے واسا کا سیوریج / ڈرینج سٹاف خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے کسی قسم کی کوتاہی کی صورت میں متعلقہ سٹاف کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: یہ سوال چونکہ میں نے 2008 میں دیا تھا تو اس کا جواب بڑی تفصیل سے آیا ہے اور یہ ٹھیک بھی ہے اس کے لئے department کی appreciation ہے۔I am satisfied. Thank you very much.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ کا شکریہ۔اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ خود محنت کیا کریں ناں، جنہوں نے لکھا ہے، جنہوں نے اپنا ٹائم لگایا ہے ان کو آپ بولنے نہیں دیتیں اور ضمنی سوال شروع کر دیتی ہیں۔ جن کا کام ہے ان کو کرنے دیں۔ جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2032 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور محمود بوٹی ڈرین کی صفائی

*2032: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محمود بوٹی ڈرین جو اللہ توکل روڈ سے ہوتی ہوئی شاہ پورہ یو سی۔37 سے گزرتی اور محمود بوٹی پر ختم ہوتی ہے، اس کی صفائی سال میں کتنی دفعہ ہوتی ہے یکم جنوری 2008 سے آج تک کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈرین پانی کے حساب سے چھوٹی ہے جس کی وجہ سے بارشوں کے موسم کے علاوہ بھی ڈرین پانی سے بھر جاتی ہے جس سے نشیبی علاقوں کا سیوریج اکثر بند رہتا ہے اور گلیوں، بازاروں میں گندا پانی چلتا رہتا ہے؟

(ج) کیا حکومت محمود بوٹی والی ڈرین کو صاف کرنے اور اس کو بڑی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) مذکورہ ڈرین کی صفائی ضرورت کے مطابق کی جاتی ہے۔ سال 2008 کے آواخر میں بھی اس ڈرین کی صفائی (desilting) کی گئی جبکہ سال 2009 میں اس ڈرین کے اوپر سے پرانی سلیب (slab) کو مکمل طور پر توڑ کر اس کی صفائی عمل میں لائی گئی۔ سال 2010 میں بھی اس ڈرین کی صفائی کی گئی ہے۔ ڈرین کی صفائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جب سے ڈرین کی پرانی سلیب توڑ کر مکمل صفائی کے بعد نئی سلیب ڈالی گئی ہے، اس ڈرین کی گہرائی زیادہ ہو گئی ہے اور پانی کے حساب سے مناسب ہے۔ اب ڈرین کے بھرنے کی وجہ سے نشیبی علاقوں میں سیور بندش اور گلیوں بازاروں میں پانی کھڑا ہونے کی شکایت نہ ہے۔

(ج) مذکورہ ڈرین کو محکمہ نے بڑا کر دیا ہے جبکہ صفائی ضرورت کے مطابق عمل میں لائی جاتی رہے گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں محکمے کے جواب سے مطمئن ہوں اور واقعی انہوں نے دو سال میں اس علاقے کے لئے کافی کام کیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔ اسی سے متعلقہ ہونا چاہئے، غیر متعلقہ ہوگا تو آپ کو اجازت نہیں ہوگی۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 2032 سے متعلقہ پوچھیں۔

ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: جی، جناب سپیکر! یہ سوال drainage سے متعلقہ ہے۔ اسی کے متعلق میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اس میں ان کے محکمے کو بہت زیادہ مسائل پیش آتے ہیں تو ان کو رفع کرنے کے لئے کیا کیا اقدامات کئے جاتے ہیں، جیسے ایران میں ایک خاص طریقہ ہے کہ جہاں پر گندا پانی drainage کے لئے جا رہا ہوتا ہے اس میں flow کے ساتھ pressure کے ساتھ صاف پانی جگہ جگہ پر شامل کر دیتے ہیں تو وہ سارا پانی صاف رہتا ہے تو کیا حکومت ان جگہوں پر اس طرح کے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کی بات سُنیں اور جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ سوال دیں تو انشاءاللہ جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اب اگلا سوال محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! .On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ آمنہ اُلفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2227 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹاؤن شپ لاہور میں تجاوزات کے خلاف آپریشن

*2227: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن شپ میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے پچھلے دور میں ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب دوبارہ ٹاؤن شپ مارکیٹ اور اس کے ارد گرد کے بلاک 3،4،8،7،6،12،11،15، سیکٹر بی ون میں ناجائز تجاوزات کی بھرمار ہو گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلاک نمبر 3،18،12 سیکٹر بی ون میں گھروں کے باہر چار دیواری اور کھوکھے رکھے ہوئے ہیں؟

(د) کیا محکمہ ان ناجائز تجاوزات کے خلاف کوئی آپریشن کرنے بالخصوص بلاک نمبر 3،4،7،8،6 سیکٹر بی ون کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کے سابقہ دور میں سال 98-1997 میں ٹاؤن شپ کے ایریا میں اسسٹنٹ کمشنر ماڈل ٹاؤن کی سربراہی میں آپریشن کلین اپ کیا گیا تھا اور تجاوزات وغیرہ مکمل طور پر ہٹا دی گئی تھیں۔

(ب) بلاک نمبر 3،4،6،7،8،11،12،15 سیکٹر BI میں جو ناجائز تجاوزات بنی ہوئی تھیں ان کو گاہے بگاہے انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ ایل ڈی اے اسٹیٹ برانچ کے ساتھ مل کر گرا دی گئی تھیں جن رہائشیوں نے تجاوزات دوبارہ بنالی ہیں ان کو مسمار کرنے کے لئے دفتر ہذا نے ہفتہ وار آپریشن کلین اپ کا اہتمام کیا ہوا ہے اور ان ناجائز تجاوزات کو بھی ختم کر دیا جائے گا۔

(ج) ان بلاکوں میں جو چار دیواریاں گھروں کے باہر بنی ہوئی تھیں ان کو دفتر ہذا نے مختلف آپریشن کلین اپ میں مسمار کیا مگر کچھ لوگوں نے دوبارہ بنالی ہیں ان کو زبانی طور پر منع کر دیا گیا ہے اور آئندہ آپریشن کلین اپ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ جہاں تک کھوکھوں کا تعلق ہے متعلقہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے۔

(د) ان بلاکوں میں بھی وقتاً فوقتاً دفتر ہذا کی اسٹیٹ برانچ بعد ازاں انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ کے عملہ کے تعاون سے آپریشن کلین اپ کیا ہے۔ مزید برآں ان بلاکوں کو بھی (3،4،8،7،6) ناجائز تجاوزات ہٹانے کے لئے ہفتہ وار آپریشن کلین اپ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ سوال 2008 میں آیا ہے۔ اس میں ہم نے پوچھا تھا کہ "کیا 1997-98 میں ٹاؤن شپ میں موجود ناجائز تجاوزات کو گرا دیا گیا ہے۔" اس کا جواب 2011 میں آیا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ تجاوزات کب گرائی گئیں اور اس وقت ان کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر: اس کو کیا کیا جائے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس کا current status بتایا جائے کہ یہ تجاوزات کب گرائی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): ٹاؤن شپ ہاؤسنگ سکیم کا چارج محکمہ Housing and Planning سے محکمہ L.D.A نے لیا تھا اس وقت ٹاؤن شپ کے سیکٹر B-1 کے بلاک نمبران 3,4,6,7,8,11,12 میں ناجائز تجاوزات کی بھرمار تھی۔ محکمہ L.D.A نے اپنے ذریعے تمام ناجائز تجاوزات کو ختم کر دیا تھا اور اب بھی ہفتہ وار پروگرام بنایا گیا ہے۔ ہر بدھ والے دِن جہاں بھی ناجائز تجاوزات ہوتی ہیں ان کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ 19.01.2011 کو دوبارہ اس کا پروگرام ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق تو وہاں پر تجاوزات اسی طرح ہیں اور لوگوں نے green belt پر اپنے گھر بنائے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے خود inspect کیا ہے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، میں نے دیکھا ہے۔ وہاں میرا آنا جانا رہتا ہے۔ میں ایسے ہی بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں نے اسی لئے یہ سوال کیا ہے لہذا بتایا جائے کہ یہ جو ہفتہ وار clean up کرتے ہیں اس کے مطابق تو وہاں پر کچھ نہیں بچنا چاہئے لیکن ابھی بھی وہاں پر ناجائز تجاوزات موجود ہیں، آپ بے شک خود پارلیمانی سیکرٹری کے ساتھ visit کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محترمہ کی اطلاع غلط ہے۔ ہفتہ وار ناجائز تجاوزات کی چار دیواری ختم کرنے کے لئے ہر بدھ والے دِن آپریشن کیا جاتا ہے اور اس وقت وہاں کوئی تجاوزات نہیں ہیں اور اگر ہیں تو کل 19.01.2011 کو پھر اس کا پروگرام ہے تو انشاء اللہ گرا دیں گے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: چلیں !اگر ہے تو کل آپ گرا دیں مگر آپ یہ مت کہیں کہ محترمہ کی اطلاع غلط ہے ورنہ سپیکر صاحب سے اجازت لے کر میں آپ کو ابھی وہاں لے کر نہ چلی جاؤں اور تحریک استحقاق بھی جمع کرا دوں۔ آپ اس کو مانیں کہ یہ تجاوزات وہاں پر ہیں اور ہم کل ان کو گرا دیں گے۔ یہ بات ٹھیک رہے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں محترمہ کی تسلی کے لئے ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) کے جواب میں کہا ہے کہ ان ناجائز تجاوزات کو بھی ختم کر دیا جائے گا۔ یہ سوال 09-2008 میں آیا تھا اور اب 2011 ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان سے پوچھیں کہ اڑھائی تین سال گزر گئے ان کو کب ختم کیا جائے گا، انہوں نے اب تک اس کے لئے جو کام کیا ہے اس کے بارے میں بھی ہاؤس کو بتا دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ چار دیواری LDA کی حدود میں آتی ہے۔ ہفتہ وار آپریشن کر کے اس کو ختم کر دیا جاتا ہے اور جو کوئی کھوکھے، ریڑھی وغیرہ ہیں وہ TMA کے اندر آتے ہیں ان تجاوزات کو TMA نے ختم کرنا ہوتا ہے۔ جو چار دیواری بنی ہو وہ LDA نے ختم کرنی ہوتی ہے اسے ہفتہ وار پروگرام بنا کر ختم کر دیا جاتا ہے۔ کل پھر آپریشن ہے جو بھی ہو گی اس کو ختم کر دیا جائے گا۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please. No cross talk.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جز(ج) کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ انہوں نے clean up operation کیا جو یہ بدھ کے بدھ کرتے ہیں مگر کچھ لوگوں نے ان کے حکم کو disobey کر کے دوبارہ وہ تجاوزات قائم کر لیں اور ان کے محکمے نے ان کو زبانی کہا تو کیا hon'able Parliamentary Secretary یہ سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے ایک دفعہ demolish کرنے کے باوجود دوبارہ تجاوزات قائم کر لی ہیں تو زبانی بات ان کے لئے sufficient ہو گی؟ ٹاؤن شپ کوئی بہت بڑا ضلع نہیں ہے، یہ چھوٹی سی رہائشی آبادی ہے، اس کے مختلف بلاک ہیں اور یہ میرے گھر کے بہت قریب ہے۔ یہ جس طرح ہر بدھ کے بدھ وہاں ناجائز تجاوزات demolish کرنے جاتے ہیں تو پھر تو وہاں پر اب تک کوئی بھی ایسی سڑک، کوئی اینٹ بھی نہیں بچنی چاہئے جس کو ناجائز کہا جا سکے۔ پھر یہ کس طرح کا clean up operation ہے کہ ہر بدھ کو یہ وہاں پر جاتے ہیں، اپنا عملہ بھی لے کر جاتے ہیں، مشینیں بھی لے کر جاتے ہیں لیکن لوگ پھر ناجائز تجاوزات بنا لیتے ہیں کیا ان کے محکمے کا ان پر کوئی رعب نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جو لوگ ناجائز تجاوزات کرتے ہیں پہلے ان کو زبانی طور پر اور اخلاقی طور پر منع کیا جاتا ہے، اس کے باوجود بھی اگر وہ ان ناجائز تجاوزات کو ختم نہ کریں تو پھر ان کو نوٹس دیا جاتا ہے، چالان کیا جاتا ہے اور ہر بدھ والے دن وہاں پر کارروائی بھی کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص دوبارہ ناجائز تجاوزات بنا لے تو اس کو وہاں سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! ان کے محکمے نے مسمار کیا اور لوگوں نے اس کو دوبارہ سے construct کر لیا اور انہوں نے صرف زبانی نوٹس دیا۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری بتا دیں کہ قانون کی کس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ زبانی نوٹس دیں اور زبانی منع کریں؟

جناب سپیکر: یہ اخلاقیات میں آتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: اخلاقیات میں آتا ہے مگر جب ایک بندہ آپ کو disobey کر رہا ہے تو پھر کون سی اخلاقیات اس کے لئے باقی بچی ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، ہم نے ابھی آگے چلنا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! یہاں پر جائز کام کرنے والوں کے لئے اخلاقیات نہیں ہوتیں تو ناجائز کام کرنے والوں کے لئے اخلاقیات کہاں سے آگئیں؟

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! On her behalf Question No.3515 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

عامر روڈ شاد باغ لاہور میں سیوریج کے کام کی تکمیل

*3515: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حاجی پارک، عامر روڈ، شاد باغ لاہور میں محکمہ واسا اور رنگ روڈ والوں نے 12 سے 17 فٹ گہرے کھڈے کھود دیئے ہیں جو عرصہ دراز سے اسی حالت میں ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کھڈوں میں گر کر کئی لوگ زخمی ہو گئے ہیں اور کئی معصوم بچوں کی جانوں کو خطرہ بھی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت حاجی پارک کے علاقہ میں ان کھڈوں کو جن مقاصد کے لئے کھودا گیا تھا انہیں مکمل کر کے لوگوں کی جانوں کو تحفظ دینے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا حکومت تعمیراتی کام ادھورا چھوڑنے والے ٹھیکیداران اور افسران کے خلاف بھی کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) رنگ روڈ کی تعمیر کے دوران سڑک کا لیول بلند ہو گیا اور واسا کے مین ہول گہرے ہو گئے جن کو اونچا کرنے کے لئے رنگ روڈ والوں نے کھدائی کی۔ تاہم واسا نے سیور کا نظام درست کر کے کھڈے بند کر دیئے ہیں اور اب وہاں کوئی کھڈا نہیں ہے۔

(ب) ہمارے علم کے مطابق ان کھڈوں میں گر کر کوئی آدمی زخمی نہیں ہوا اور کھڈے بھر جانے کے بعد اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔

(ج) چونکہ کھڈے بھرے جا چکے ہیں اس لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔تعمیراتی کام محکمہ سی اینڈ ڈبلیو سے متعلقہ ہے تاہم واسا نے نظام کو درست کیا اور کھڈے بھر دیئے۔لہذا اس میں واسا کے افسران اور ٹھیکیداران کا کوئی قصور یا غلطی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! جز (ج) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ "حکومت نے حاجی پارک کے علاقہ میں ان کھڈوں کو جن مقاصد کے لئے کھودا گیا تھا انہیں مکمل کر لیا ہے۔" میں ان سے یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ انہوں نے اس کو کب مکمل کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، رِنگ روڈ کا معاملہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! رِنگ روڈ کی تعمیر کے دوران واسا کا سیوریج نظام خراب ہو گیا تھا، چھ عدد کھڈے تھے manhole گہرائی میں چلے گئے تھے، اس کا ٹینڈر روزنامہ "ایکسپریس" اخبار میں 15۔جون 2009 کو شائع ہوا اور اس منصوبے پر 2 لاکھ 49 ہزار 596 روپے رقم خرچ ہوئی اور اس کو مکمل کر دیا گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! میں صرف یہ پوچھ رہی ہوں کہ کتنے عرصہ میں مکمل ہوا ہے؟

جناب سپیکر: وہ تاریخ پوچھ رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس کام کا آغاز 24۔جون 2009 کو ہوا اور 20۔جولائی 2009 کو مکمل کر لیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ حاجی پارک، عامر روڈ، شاد باغ لاہور میں محکمہ واسا اور رِنگ روڈ والوں نے 12 سے 17 فٹ گہرے کھڈے کھود دیئے ہیں جو عرصہ دراز سے اسی حالت میں ہیں؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے ساتھ چلیں، بہت سارے کھڈے ایسے ہیں جو ابھی بھی وہاں پر موجود ہیں although ان کی گہرائی تو نہیں ناپی جا سکتی وہ تو آپ کا محکمہ ہی ناپ سکتا ہے لیکن مہربانی فرما کر آپ اس area کا visit ضرور کر لیں۔ان کے محکمے نے جب یہ کھڈے کھودے اور ان کو refill کیا تو اس کے بعد انہوں نے سڑکوں کا یہ حال کیا ہے کہ وہ almost کھڈے کی شکل بن چکی ہیں۔ایک کام کو ٹھیک کرنے کے لئے دس کام خراب کر دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جو چھ عدد کھڈے تھے وہ مکمل کر دیئے گئے ہیں اب دوبارہ میں خود جا کر check کر لیتا ہوں اگر وہاں پر کھڈے ہوئے تو انشاءاللہ اس مسئلے کو بھی حل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شاباش۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 3880 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں ڈسپوزل سٹیشنوں کو جنریٹر فراہم کرنے کی تفصیلات

*3880: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

لاہور میں مون سون کے موسم سال 2009 میں واسا نے چھوٹے بڑے ڈسپوزل سٹیشنوں کو کتنے جنریٹرز فراہم کئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

لاہور میں مون سون کے موسم سال 2009 میں واسا نے چھوٹے و بڑے ڈسپوزل سٹیشنوں کو 70 عدد جنریٹر فراہم کئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس میں میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو جنریٹر خریدے گئے ہیں کیا اس میں PPRA rules کو follow کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: کون سے rules کو؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! PPRA rules کی بات کر رہی ہوں، purchasing کے لئے جو rules ہیں ان کو follow کیا گیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا! rules کو follow کیا گیا تھا اور میاں شہباز شریف صاحب کی special grant پر پنجاب

حکومت نے ان جنریٹروں کی خرید پر کل 554.28 ملین روپے کی لاگت سے 70 جنریٹر لاہور کو فراہم کئے تھے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! اس وقت کتنے جنریٹر working position میں ہیں اور کتنے خراب ہو گئے ہیں اور جس کمپنی سے خریدے گئے تھے ان سے کوئی warranty لی گئی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 70 کے 70 جنریٹر چالو حالت میں ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: 70 جنریٹر اگر چالو حالت میں ہیں تو پھر یہ کام کیوں نہیں کرتے؟۔۔۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے پلیز! ان کو پوچھنے دیں، آپ کیا بار بار کھڑے ہو جاتے ہیں؟

ڈاکٹر اسد معظم: جناب والا! کھڑا ہونا منع تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس طرح وہ interrupt ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: آپ کو میرے کھڑے ہونے پر اعتراض ہے؟

جناب سپیکر: آپ interruption نہ کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب والا! آپ میری گزارش تو سنیں۔

جناب سپیکر: آپ کس طرح بول رہے ہیں؟

ڈاکٹر اسد معظم: جناب والا! آپ بھی آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ملحوظ رکھا ہوا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب والا! تضحیک محسوس ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مجھے بات سننے دیں۔ پلیز! ٹائم ضائع نہ کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب والا! جیسے آپ بات کرتے ہیں اس سے تضحیک محسوس ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! یہ جواب درست نہیں ہے کہ تمام جنریٹر بالکل ٹھیک ہیں۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ سارے کے سارے ٹھیک حالت میں چل رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اگر محترمہ کو کسی جنریٹر کی خرابی کی شکایت ہے تو مجھے اطلاع دیں میں check کروا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کسی جنریٹر کی نشاندہی کریں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ٹھیک ہے، میں نشاندہی کر دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 3881 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور ڈسپوزل سٹیشنوں کی تعداد

*3881: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

لاہور میں واسا کے کل کتنے چھوٹے بڑے ڈسپوزل سٹیشن ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

اس وقت واسا میں 91 عدد چھوٹے بڑے ڈسپوزل سٹیشن ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! اس میں بھی میرا یہی سوال ہے کہ یہ جو اکیانوے Disposal Stations ہیں ان میں سے کتنے working position میں ہیں اور کتنے working position میں نہیں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اکیانوے Disposal Stations ہی چالو حالت میں ہیں، جن میں سے بارہ Disposal Stations بڑے ہیں اور اُناسی Disposal Stations چھوٹے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال تھا کہ اس میں سے کتنے کام کر رہے ہیں اور کتنے کام نہیں کر رہے؟

جناب سپیکر: وہ تو کہہ رہے ہیں کہ سارے کے سارے کام کر رہے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! یہ پھر مجھے کہہ دیں گے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ یہ خود مجھے بتادیں کہ اگر یہ سارے کام کر رہے ہیں تو پھر پانی کس وجہ سے کھڑا ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب والا بڑھتی ہوئی آبادی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے منصوبہ جات جاری ہیں۔ اس وقت ستر کے ستر Disposal Stations صحیح طریقے سے کام کر رہے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! پھر پانی کھڑا ہونے کی کیا وجوہات ہیں اور اس کے لئے محکمہ کیا کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہے ہیں پانی کیوں کھڑا رہتا ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں، محکمہ کیا کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس کی وجہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔ اس وقت تین plans پر کام ہو رہا ہے۔ فرانس اور جاپان کی مدد سے منصوبے جاری ہیں اور انشاء اللہ جلد از جلد مکمل کر لئے جائیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہاں ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے اس House کے اندر موجود اسمبلی ملازمین جن کے گڑھی شاہو میں کوارٹر ہیں وہاں آٹھ دن تک پانی کھڑا رہا ہے اور ابھی بھی وہاں کی صورتحال یہی ہے کہ وہاں مسلسل پانی کھڑا رہتا ہے اور وہاں پر کوئی کام نہیں ہوتا۔ اگر ان کے Disposal Stations working حالت میں ہیں تو پھر یہ کس طرح سے کام کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس وقت وہاں پر پانی نہیں ہے، یہ میرے ساتھ چلیں اور چل کر check کر لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! پانی کب ختم ہوا ہے؟ پورے بارہ دن بعد کل پانی ختم ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور و اوقاف (جناب افتخار احمد خان بلوچ): پانی زیادہ تھا۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! .No cross talk please

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! یہاں House کے ملازمین جو وہاں پر رہتے ہیں وہ بتا رہے ہیں کہ وہاں پر پانی کھڑا رہا ہے اور کل وہ پانی نکالا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کل نکالا گیا ہے اب تو نہیں ہے۔ خواجہ محمد اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: سوال نمبر 3907 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد شہر کے لئے واٹر سپلائی کی تفصیلات

*3907: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایف ڈی اے نے اپنے شہریوں کو واٹر سپلائی کے لئے مختلف جگہوں پر ٹیوب ویل نصب کر رکھے ہیں؟

(ب) یہ ٹیوب ویل کہاں کہاں نصب کئے ہوئے ہیں اور ان سے روزانہ کتنے گیلن پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ج) فیصل آباد شہر کی کتنی آبادی کو ایف ڈی اے واٹر سپلائی کر رہا ہے اور کتنے فیصد آبادی کو ابھی تک واٹر سپلائی کی سہولت میسر نہ ہے؟

(د) مزید واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل لگانے کی ضرورت ہے نیز کب تک حکومت فیصل آباد شہر کی پوری آبادی کو واٹر سپلائی کی سہولت فراہم کر دے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) درست ہے واسا (ایف ڈی اے) میں کل 46 ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں ان میں سے 17 ایک مکعب فٹ فی سیکنڈ گنجائش اور 29 چار مکعب فٹ فی سیکنڈ کی گنجائش والے ہیں۔

(ب) ان میں سے ایک مکعب فٹ فی سیکنڈ کی گنجائش والے نہر رکھ برانچ کے ساتھ ساتھ لگائے گئے ہیں 4 مکعب فٹ فی سیکنڈ کی گنجائش والے ٹیوب ویل شہر کے تقریباً 35 کلو میٹر مغرب میں دریائے چناب کی پرانی گزرگاہ میں لگائے گئے ہیں۔

(ج) فیصل آباد شہر کی 50 فیصد آبادی کو پینے کا پانی سپلائی کیا جا رہا ہے اس طرح ابھی تک 50 فیصد آبادی کو یہ سہولت میسر نہ ہے۔

(د) 1993 کے ماسٹر پلان کے مطابق دوسرے ذرائع مثلاً نہری پانی اور موجود ٹیوب ویلز کے علاوہ 2018 تک کل 98 ٹیوب ویل لگائے جانے تھے ان میں سے 76 ٹیوب ویل 4 مکعب فٹ فی سیکنڈ کی گنجائش کے تھے اور 22 ایک مکعب فٹ گنجائش کے 4 مکعب فٹ گنجائش والے دریا کے چناب کے قریب لگنے تھے اور ایک مکعب فٹ والے نہر رکھ برانچ کے ساتھ ساتھ لگانے کا پروگرام تھا۔ 4 مکعب فٹ گنجائش والے 4 ٹیوب ویل لگ چکے ہیں۔ ایک مکعب فٹ گنجائش والے 12 ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر کام جاری ہے۔ اسی طرح کے 10 ٹیوب ویلز کی تنصیب ایک ایسی سکیم میں شامل ہے جو منظوری کے مراحل میں ہے۔ چناب ویل فیلڈ میں اہل علاقہ کی مزاحمت کی وجہ سے 4 مکعب فٹ گنجائش کے ٹیوب ویلز کی بجائے 2 مکعب فٹ گنجائش کے 25 ٹیوب ویل نہر جھنگ برانچ کے ساتھ لگانے کے لئے حکومت جاپان کے مالی تعاون سے سکیم منظور ہو چکی ہے کام الاٹ ہونے کے مراحل میں ہے۔ یہ 25 ٹیوب ویل 4 مکعب فٹ گنجائش کے 12 ٹیوب ویلز کے برابر ہونگے۔ اسی طرح ان سکیموں کی منظوری اور تکمیل کے بعد، جو کہ 2012 میں متوقع ہے 4 مکعب فٹ گنجائش والے 60 ٹیوب ویلز کی ضرورت ہوگی اگر حسب ضرورت فنڈز دستیاب ہو جائیں تو یہ ٹیوب ویل 2018 تک لگائے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بڑی محنت کی ہے۔ میں ان سے یہ request کروں گا کہ جز (ج) اور (د) پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے کہا کہ اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: سوال تو نہیں جواب پڑھا ہوا تصور ہوتا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! یہ صرف جز (ج) اور (د) پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ جز (ج) اور (د) کو سننا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):
جز(ج) فیصل آباد شہر کی 50 فیصد آبادی کو پینے کا پانی سپلائی کیا جا رہا ہے اس طرح ابھی تک 50 فیصد آبادی کو یہ سہولت میسر نہ ہے۔ جز(د) کا جواب یہ ہے کہ 1993 کے ماسٹر پلان کے مطابق دوسرے ذرائع مثلاً نہری پانی اور موجودہ ٹیوب ویلوں کے علاوہ 2018 تک کل اٹھانوے ٹیوب ویل لگائے جانے تھے اور ان میں سے 76 ٹیوب ویل 4 مکعب فٹ فی سیکنڈ کی گنجائش کے تھے اور 22 ٹیوب ویل ایک مکعب فٹ گنجائش کے تھے۔ 4 مکعب فٹ کی گنجائش والے ٹیوب ویل دریائے چناب کے قریب لگنے تھے اور ایک مکعب فٹ والے نہر رکھ برانچ کے ساتھ ساتھ لگانے کا پروگرام تھا۔ 4 مکعب فٹ گنجائش والے 4 ٹیوب ویل لگ چکے ہیں اور ایک مکعب فٹ گنجائش والے 12 ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر کام جاری ہے۔ اس طرح 10 ٹیوب ویلوں کی تنصیب ایک ایسی سکیم میں شامل ہے جو منظوری کے آخری مراحل میں ہیں۔ Chanab Well field میں اہل علاقہ کی مزاحمت کی وجہ سے 4 مکعب فٹ گنجائش کے ٹیوب ویلوں کی بجائے 2 مکعب فٹ گنجائش کے 25 ٹیوب ویل نہر جھنگ برانچ کے ساتھ لگانے کے لئے حکومت جاپان کے مالی تعاون سے سکیم منظور ہو چکی ہے اور کام الاٹ ہونے کے آخری مراحل میں ہے۔ یہ 25 ٹیوب ویل 4 مکعب فٹ گنجائش کے 12 ٹیوب ویل کے برابر ہوں گے اس طرح ان سکیموں کی منظوری اور تکمیل کے بعد جو کہ 2012 میں متوقع ہے 4 مکعب فٹ گنجائش والے 60 ٹیوب ویلوں کی ضرورت ہو گی۔ اگر حسب ضرورت فنڈز دستیاب ہو جائیں تو یہ ٹیوب ویل 2018 تک لگائے جا سکتے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے شہر بہاولپور میں یہ ٹیوب ویل لگے ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بات فیصل آباد کی ہو رہی ہے اور آپ بہاولپور پہنچ گئے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں overall ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات ضرور سنوں گا لیکن اس سوال کے ساتھ relevancy ہونی چاہئے، اگر اس سے سوال سے relevancy نہیں بنتی تو پھر مناسب نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! وہاں ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو سوال کرنے دیں۔مہربانی۔جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فیصل آباد پنجاب کا دوسرا بڑا شہر اور پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے لیکن جواب میں کہا گیا ہے کہ پچاس فیصد لوگوں کو پانی مل رہا ہے اور پچاس فیصد لوگوں کو پانی نہیں مل رہا۔ان کے جواب کے مطابق ابھی فیصل آباد میں 4مکعب فٹ کے ساٹھ ٹیوب ویلوں کی کمی ہے۔اگر ان کے لئے فنڈز کی منظوری نہیں ہوتی تو میرا سوال یہ ہے کہ فیصل آباد کو کہاں سے پانی مہیا ہو گا، میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پانی پر تو قومیں جنگیں لڑنے کے لئے تیار ہیں، فیصل آباد جو آبادی کا سب سے بڑا سنٹر ہے اگر اسے چناب سے پانی ملنے کی اجازت نہیں، ادھر اسے راوی سے پانی ملنے کی اجازت نہیں تو اس پانی کے لئے ہماری کیا منصوبہ بندی ہے اور river bed کسی علاقے کی نہیں بلکہ قوم کی ملکیت ہوتا ہے اگر ہمیں river bed کے اندر بھی پانی کے ٹیوب ویل لگا کر فیصل آباد پانی لانے کی اجازت نہیں تو پھر 2012 کے لئے ہماری کیا منصوبہ بندی ہے، کیا فیصل آباد کو پیاسا رکھنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس وقت آبادی کے لحاظ سے فیصل آباد کو 130 ملین گیلن یومیہ پانی کی ضرورت ہے لیکن فیصل آباد شہر کو یومیہ 65 ملین گیلن پانی کی سہولت میسر ہے اور 65 ملین گیلن یومیہ مزید ضرورت ہے اس کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے چار منصوبہ جات پر کام جاری ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا یہ سوال نہیں ہے اور اس کا prototype جواب پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔بات یہ ہے کہ نہروں کی lining ہو رہی ہے ان کے اندر کنکریٹ کے bed بن رہے ہیں اور ہم نہروں کے اوپر ٹیوب ویل لگا رہے ہیں جو کامیاب نہیں ہوں گے۔ اس کا حل صرف یہ ہے کہ دریا کے bed میں ٹیوب ویل لگیں، کیا اس کے لئے کوئی منصوبہ بندی ہے؟

جناب سپیکر: دریا کے bed میں ٹیوب ویل لگانے کے متعلق جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جاپان کی حکومت کے تعاون سے رکھ برانچ اور Chanab Well field پر ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں وہ 2012 تک مکمل ہوں گے جس سے فیصل آباد کی پوری آبادی کو پانی میسر آئے گا۔

جناب سپیکر: 2018 تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 2012 تک۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! انہوں نے جو تحریری جواب دیا ہے اگر اس کی آخری دو سطریں پڑھ لیں تو ان میں لکھا ہے کہ اسی طرح ان سکیموں کی منظوری اور تکمیل کے بعد جو کہ 2012 میں متوقع ہے 4 مکعب گنجائش والے ساٹھ 60 ٹیوب ویلوں کی ضرورت ہو گی۔اگر حسب ضرورت فنڈز دستیاب ہو جائیں تو یہ ٹیوب ویل 2018 تک لگائے جا سکیں گے اور یہ ہمیں 2012 میں پورا کر رہے ہیں لیکن جواب میں تو 2018 تک کی امید دی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جھال خانوانہ کینال واٹر سکیم کو 300 ملین روپے کی لاگت سے منظور کیا جا رہا ہے اس کے بعد جھال خانوانہ extension پر فرانس کے تعاون سے 5۔ ارب روپے سے منصوبہ جاری ہے۔حکومت جاپان کی مدد سے 4.5 ملین ارب روپے کے 2 مکعب کے پچیس ٹیوب ویل نہر رکھ برانچ پر لگ رہے ہیں اور ان پر کام جاری ہے۔اسی طرح 2 کروڑ روپے مالیت کے ایک مکعب کے 12 ٹیوب ویل حکومت پنجاب کی مدد سے Chenab Well field پر بھی لگائے جا رہے ہیں تاکہ پانی کا مسئلہ حل ہو جونہی حکومت جاپان اور فرانس سے رقم آئے گی تو یہ 2012 تک مکمل کر لئے جائیں گے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! رانا صاحب کا یہ سوال نہیں تھا۔

جناب سپیکر: سوال آپ سن رہے ہیں یا میں سن رہا ہوں؟

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! یہ دیکھئے میرے بھی کان ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے کان ضرور ہوں گے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! چونکہ میرا تعلق فیصل آباد سے ہے اس لئے میں اس سوال پر argument کرنا لازمی سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ argument نہیں بلکہ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جی، میں ضمنی سوال ہی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلو، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں لیکن آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! رانا صاحب نے یہ سوال کیا ہے کہ نہروں پر ٹیوب ویل لگائے جارہے ہیں جس سے اس علاقے میں water level نیچے چلا جائے گا اور اس سے اہل علاقہ کو نقصان ہوگا۔ On the contrary باقی مہذب ملکوں میں روایت یہ ہے کہ river bed میں ٹیوب ویل لگائے جاتے ہیں۔ کیا پنجاب حکومت کا کوئی ایسا plan ہے کہ دریائے راوی یا چناب پر ٹیوب ویل لگا کر قریب کے شہروں کو پانی دیا جاسکے، رانا صاحب کا یہ سوال تھا جسے میں دوبارہ پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ماسٹر پلان کی feasibility تیار ہے اس کے مطابق جو منصوبہ 2018 تک مکمل کرنا ہے وہ دریائے چناب سے ہی فیصل آباد کو پانی دینا ہے۔

جناب سپیکر: کدھر سے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): دریائے چناب سے۔

جناب سپیکر: آپ نے اتنا لمبا کام کیا ہے، پہلے یہ بتا دیتے۔ آپ کی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اب آگے نہیں چلنے دیں گے ؟ آگے دوسروں کے سوال بھی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: ایک دو تین اور اب یہ چوتھا ضمنی سوال ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پہلے دو سوال تھے اور اب میرا تیسرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: یہ چوتھا ضمنی سوال ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کبھی کبھی رعایت دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: ذرا مختصر سوال کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کبھی کبھی رعایت مل جانی چاہئے چونکہ سوال بہت ضروری ہے، یہ 1993 plan میں بنا کہ 4 مکعب فٹ کے 78 ٹیوب ویل لگنے ہیں لیکن 2011 تک 18 سالوں میں 4 ٹیوب ویل لگے۔ یہ بتائیں کہ باقی 72 ٹیوب ویل کس طرح لگائیں گے اگر ان کے لئے کوئی yearly plan بنا ہے تو وہ بتا دیں؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس وقت حکومت جاپان کی مدد سے 25 ٹیوب ویل لگ رہے ہیں اور منصوبہ شروع ہے۔

جناب سپیکر: کوئی زمانہ ایسا بھی آ سکتا ہے کہ آپ اپنی مدد آپ کے تحت کریں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وہ تو لگ رہے ہیں۔ چلو اگلے چار سالوں میں لگ جائیں گے لیکن باقی ٹیوب ویل لگانے کا کیا plan ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! باقی ٹیوب ویل لگانے کا plan پوچھ رہے ہیں کہ بقایا ٹیوب ویل کب تک لگا دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! وسائل کے مطابق جو نہی فنڈز دستیاب ہوں گے وہ بھی لگا دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4232 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈی جی خان، سیوریج پراجیکٹ کے لئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*4232: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی جی خان میں سیوریج پراجیکٹ کے لئے حکومت نے سال 2009 میں 60 کروڑ روپے کا فنڈ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر جاری کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ پراجیکٹ دو سال کے عرصہ میں مکمل کر لیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے سیوریج پراجیکٹ کے لئے 60 کروڑ روپے سال 2009 میں دیئے بلکہ سیوریج سکیم ڈی جی خان مالی سال 09-2008 میں 604.079 ملین روپے لاگت کی منظور ہوئی تھی اور جون 2009 تک 10.000 ملین روپے خرچ ہوا تھا۔حکومت پنجاب نے 10-2009 میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر 213.272 ملین روپے مختص کئے جو کہ مالی سال 10-2009 کے ختم ہونے تک خرچ ہو گئے۔

(ب) مالی سال 11-2010 میں سکیم مکمل کرنے کے لئے 380.807 ملین روپے کی ضرورت تھی جبکہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے مالی سال 11-2010 کے لئے 250.000 ملین روپے مختص کئے ہیں۔اگر مطلوبہ فنڈز محکمہ کو مہیا کر دیئے جاتے تو سکیم مالی سال 11-2010 میں ہی مکمل ہو جاتی لیکن 31۔دسمبر 2010 تک 192.500 ملین روپے جاری کئے گئے جس میں سے 96.047 ملین روپے خرچ ہو گئے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں اس کے جز (ب) پر ضمنی سوال کرنا چاہوں گی کہ اسی سیوریج پراجیکٹ پر 11−2010 میں 380 ملین روپے کی ضرورت تھی جبکہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ 11−2010 میں اس کے لئے 250 ملین روپے مختص کر رہا ہے۔ دسمبر 2010 تک 192 ملین روپے جاری کئے گئے جن میں سے بھی انہوں نے صرف 96 ملین روپے خرچ کئے یعنی 192 ملین روپے کا بھی percent 49 بنتا ہے جو اس سیوریج پراجیکٹ پر خرچ کیا ہے جبکہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ڈیرہ غازی خان میں سیوریج پراجیکٹ کے لئے 60 کروڑ روپے کی ایک بہت بڑی رقم دی ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ محکمہ اتنی لاپروائی کا مظاہرہ کیوں کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! اس منصوبے کی کل لاگت 604.079 ملین روپے منظور ہوئی تھی۔سال 09-2008 میں 10 ملین روپے، سال 10-2009 میں 213.272 ملین روپے اور سال 11-2010 میں 192.500 ملین روپے اس منصوبے پر خرچ ہوئے ہیں۔اس طرح اب تک اس منصوبے پر 415.772 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔اب اس منصوبے کے لئے باقی funds بھی دستیاب ہو چکے ہیں اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسداللہ صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اسداللہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4752۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جوہر ٹاؤن لاہور۔بیوگان کے کوٹا سے متعلقہ تفصیل

*4752: چودھری محمد اسداللہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں بیوہ کو الاٹ کرنے کے لئے پلاٹوں کا کوئی کوٹا رکھا گیا تھا اگر ہاں تو پلاٹوں کی تعداد کیا ہے اس میں سے کتنے پلاٹ الاٹ کئے جا چکے ہیں الاٹیوں کے نام مع پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں بعض مذکورہ الاٹیوں کے پلاٹوں کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے اگر ہاں تو ان پلاٹوں کے نمبر اور غیر قانونی قرار دیئے جانے والے الاٹیوں کے نام مع پتاجات کیا ہیں نیز ان کے کیس نیب کو ارسال کر دیئے ہیں اور ان کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) درست ہے کہ ایل ڈی اے نے جوہر ٹاؤن سکیم میں حکومت پنجاب کی الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق بیواؤں، یتیموں، نادار اور اپاہج افراد کے لئے پلاٹوں کا 5 فیصد کوٹا مختص کیا تھا۔ بمطابق دستیاب ریکارڈ رقبہ تعدادی 5 مرلے اور 3 مرلے کے 179 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی مورخہ 15-10-1986 کو الاٹ کئے گئے تھے۔دستیاب ریکارڈ کے مطابق الاٹیوں کے نام مع پتاجات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں جن میں سے 33 پلاٹ سکروٹنی کمیٹی نے غیر قانونی قرار دیئے۔

(ب) درست ہے کہ انکوائری آفیسر نے سکروٹنی کے دوران جوہر ٹاؤن سکیم میں 33 پلاٹوں کی الاٹمنٹ کو غیر قانونی قرار دیا ہے۔ان پلاٹوں کی لسٹ مع نام و پتاجات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔علاوہ ازیں غیر قانونی الاٹیوں کا کیس ابھی ایل ڈی اے نے نیب اتھارٹی کو ارسال نہ کیا ہے۔معاملہ اتھارٹی کے زیر غور ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "15۔اکتوبر1986 کو بیواؤں کو پلاٹ الاٹ کئے گئے تھے۔دستیاب ریکارڈ کے مطابق الاٹیوں کے نام، پتا جات کی list تیار کی گئی ہے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دستیاب ریکارڈ سے کیا مراد ہے؟ جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ریکارڈ نامکمل ہے، اگر نامکمل ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے اور کیا اس حوالے سے کسی کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! 15۔اکتوبر1986 کو بیواؤں کے پانچ فیصد کوٹا کی قرعہ اندازی کی گئی جس میں سے 179 پلاٹ allot کئے جا چکے ہیں جبکہ اکیس لوگوں کو کاغذات نامکمل ہونے کی وجہ سے allotment نہیں دی گئی اس کے ذمہ داروں کے خلاف 2005 میں انکوائری کی گئی اور انہیں سزا دی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ انکوائری میں جو لوگ guilty پائے گئے ان کو سزا دی جا چکی ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں تحریر کیا ہے کہ "دستیاب ریکارڈ کے مطابق الاٹیوں کے نام مع پتا جات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دستیاب ریکارڈ سے کیا مراد ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! محکمہ کے پاس ریکارڈ میں لوگوں کی جو فائلیں موجود ہیں وہی دستیاب ریکارڈ ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "انکوائری آفیسر نے سکروٹنی کے دوران جوہر ٹاؤن سکیم میں 33 پلاٹوں کی allotment کو غیر قانونی قرار دیا ہے اور ان کا case ابھی تک ایل ڈی اے نے نیب اتھارٹی کو ارسال نہ کیا ہے اور معاملہ ابھی ایل ڈی اے اتھارٹی کے زیر غور ہے۔" اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انکوائری افسر نے کس تاریخ کو ان پلاٹوں کی allotment غیر قانونی قرار دی تھی اور یہ معاملہ ایل ڈی اے کے زیر غور کب تک رہے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ 200 پلاٹ بیواؤں کو قرعہ اندازی کے ذریعے allot کئے گئے تھے۔اس حوالے سے 2006 میں ایل ڈی اے کے ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک ریلیشن اینڈ مارکیٹنگ جو کہ گریڈ۔19 کے آفیسر ہیں

نے انکوائری کی اور 33 پلاٹوں کو غیر قانونی قرار دیا۔29۔ مئی 2008 کو اطلاع کے لئے اخبارات میں اشتہار دیا گیا کہ یہ 33 پلاٹس غیر قانونی ہیں،ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے لہذا ان کی کوئی بھی خرید و فروخت نہ کرے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے کب تک اس کارروائی کو مکمل کرے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ان 33 لوگوں کو notices بھیجے جا رہے ہیں اور جلد از جلد یہ کارروائی مکمل کر لی جائے گی۔

چودھری محمد اسد اللہ: اس حوالے سے آپ کوئی specific date دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تاریخ پوچھ رہے ہیں کہ آپ کب تک یہ کارروائی مکمل کر لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! تین ماہ کے اندر اندر یہ کارروائی مکمل کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری اسد اللہ صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 4753، اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایل ڈی اے لاہور۔منظوری کے اختیارات ملنے سے قبل کے ریکارڈ کی منتقلی

*4753: **چودھری محمد اسد اللہ**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے لاہور میں پرائیویٹ سکیموں کو پاس کرنے کا اختیار قانونی طور پر ایل ڈی اے کو دیا ہے اگر ہاں تو کب؟

(ب) کیا ایل ڈی اے نے لاہور میں پرائیویٹ سکیمیں پاس کرنے کا اختیار ملنے سے پہلے کی منظور کردہ سکیموں کا ریکارڈ متعلقہ اداروں سے حاصل کر لیا ہے اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا):

(الف) حکومت پنجاب نے 26۔جنوری2005 کو پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز رولز2005 نافذ العمل کئے اور اس طرح محکمہ ایل ڈی اے کو پورے ضلع لاہور میں پرائیویٹ سکیموں کی منظوری کا اختیار دیا گیا اس کے بعد حکومت پنجاب نے پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز اینڈ سب ڈویژن رولز2010 بنائے اس کے مطابق مارچ2010 میں یہ اختیار واپس متعلقہ ٹاؤنز کو دے دیا گیا۔ ایل ڈی اے صرف اپنے کنٹرولڈ ایریا میں سکیموں کی منظوری کر سکتا ہے۔

(ب) محکمہ ایل ڈی اے نے لاہور میں پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کا2005 میں اختیار ملنے پر ضلع لاہور کے متعلقہ ٹاؤنز کو لکھا کہ وہ اپنے علاقے میں واقع سکیموں کا ریکارڈ مہیا کریں تا کہ ایل ڈی اے اس ریکارڈ کے مطابق جانچ پڑتال کر سکے۔متعلقہ ٹاؤنز نے ایل ڈی اے کو اپنے اپنے علاقہ میں واقع سکیموں کی فہرست بھجوا دی لیکن مکمل ریکارڈ مہیا نہ کیا۔حکومت پنجاب نے مارچ2010 میں پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کی منظوری کے متعلق قوانین پنجاب پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز اینڈ لینڈ ڈویژن رولز2010 بنائے جس کے تحت محکمہ ایل ڈی اے کو اپنے زیر اثر کنٹرولڈ ایریا میں سکیموں کی منظوری کا اختیار دیا گیا اب محکمہ ایل ڈی اے کو اپنے زیر اثر کنٹرولڈ علاقہ میں جو کہ ضلع لاہور کا صرف 30 فیصد ہے میں سکیمیں پاس کرنے کا اختیار ہے۔ ضلع لاہور کا باقی علاقہ متعلقہ ٹاؤنز کے پاس ہے۔

چودھری محمد اسد اللہ: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب نے مارچ2010 میں پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کی منظوری کے متعلق قوانین پنجاب پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز اینڈ لینڈ ڈویژن رولز2010 بنائے جس کے تحت محکمہ ایل ڈی اے کو اپنے controlled area میں سکیموں کی منظوری کا اختیار دیا گیا۔اب محکمہ ایل ڈی اے کو اپنے controlled area میں جو کہ ضلع لاہور کا صرف30 فیصد ہے میں سکیمیں پاس کرنے کا اختیار ہے۔" میرا اس ضمن میں ضمنی سوال یہ ہے کہ ایل ڈی اے کے controlled area میں کون کون سی سکیمیں آتی ہیں اور کیا ان کا ریکارڈ ایل ڈی اے کے پاس موجود ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کے زیر اثر controlled area میں 52 عدد سکیمیں آتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ "26۔جنوری 2005 کو پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز رولز 2005 نافذ العمل کئے گئے" یہ جواب غلط ہے۔ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ایل ڈی اے کے پاس پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم منظور کرنے کا اختیار 1970 میں تھا یہی وجہ ہے کہ نواب ٹاؤن میں ان کے پاس one fifth of the plots mortgaged ہیں اور یہ سکیم 1971 کی ہے۔ 2005 میں تو amendment آئی ہے اور اس بارے میں قانون تو پہلے سے موجود تھا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے اس جواب کے مطابق prior to 2005 انہوں نے جتنی سکیمیں منظور کی ہیں وہ سب کی سب illegal ہو گئیں۔

جناب سپیکر: ظفر اقبال ناگرا صاحب! آپ نے بتایا ہے کہ یہ rules 2005 میں بنے تھے جبکہ شیخ علاؤالدین صاحب کہہ رہے ہیں کہ rules تو پہلے سے موجود تھے، 2005 میں تو کوئی amendment آئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ rules پہلے سے موجود تھے اور 2005 میں ان میں ترمیم کی گئی۔

شیخ علاؤالدین: اس کا مطلب یہ ہے کہ قانون پہلے سے موجود تھا اور ایل ڈی اے اس کے تحت سکیمیں منظور کر رہی تھی۔ اب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے مان لیا ہے کہ قانون پہلے سے موجود تھا۔ ایل ڈی اے نے کچھ سکیموں کو پاس کیا اور پھر ان کو transfer کر کے اپنی جان چھڑا لی تو ان سکیموں میں جن لوگوں کے ساتھ فراڈ ہوئے ہیں ان کا کیا گناہ ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے، دوسرا ان سکیموں کے اندر اب تک کوئی development نہیں ہوئی حالانکہ ان کے پاس ان سکیموں کے one fifth of the plots mortgaged ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! جو 52 عدد سکیمیں ایل ڈی اے نے منظور کی ہیں ان میں تمام سہولتیں فراہم ہیں۔ اس طرح جو سکیمیں غیر منظور شدہ ہیں ان کے بارے میں اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے، محکمہ ریونیو کو لکھا گیا اور ان کے خلاف چالان بھی مرتب کئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پارلیمانی سیکرٹری صاحب 2005 کے بعد کی بات کر رہے ہیں۔ میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی سکیموں کو پاس کرنے کا اختیار ایل ڈی اے کو حاصل تھا۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد شہر میں سیوریج کے نکاس کی تفصیلات

*4854: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے کل کتنے آؤٹ لیٹس کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) شہر میں موجود سیوریج نالوں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں سے گزرتے ہیں نیز ان کی کل لمبائی کتنی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بعض نالے covered ہیں اور بعض کھلے چھوڑے ہوئے ہیں الگ الگ تعداد بتائی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد شہر میں سیوریج کا نظام بہتر نہ ہونے کی وجہ سے گلی محلوں میں سیوریج کا پانی کھڑا رہتا ہے حکومت نکاسی آب سسٹم کی بہتری کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد شہر میں اس وقت کل سات آؤٹ لیٹس ہیں ان میں سے 4 آؤٹ لیٹس پہاڑنگ ڈرین پر واقع ہیں۔ایک ڈجکوٹ ڈرین پر واقع ہے اور دو مدوآنہ ڈرین پر واقع ہیں۔

(ب) شہر میں موجود سیوریج نالوں کی تعداد 5 ہے:۔

1- نالہ نشاط آباد سے شروع ہو کر شیخوپورہ روڈ زرعی یونیورسٹی اور غلام محمد آباد کے ساتھ گزرتا ہوا پہاڑنگ ڈرین میں چلا جاتا ہے۔

-2 دوسرا نالہ نڑوالہ چوک سے شروع ہو کر نڑوال روڈ کے ساتھ ساتھ زرعی یونیورسٹی سے ہوتا ہوا نالہ نمبر 1 میں جا گرتا ہے۔

-3 تیسرا نالہ جھنگ روڈ ڈسپوزل سے شروع ہو کر شیخ کالونی، شہباز ٹاؤن، بج والا سے گزرتا ہوا نڑوالا روڈ کو عبور کرتا ہوا پہاڑ نگ ڈرین میں جا گرتا ہے۔

-4 چوتھا نالہ جڑانوالا روڈ سے شروع ہو کر ڈھڈی والا، الہیٰ آباد، 224 ر ب فتح دین والی، اویس نگر، غوث نگر سے ہوتا ہوا مدوآنہ ڈرین میں مل جاتا ہے۔

-5 پانچواں نالہ ڈسپوزل ورکس ستیانہ روڈ سے شروع ہو کر ستیانہ روڈ کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا مدوآنہ ڈرین میں جا گرتا ہے۔کل لمبائی تقریباً 62 کلو میٹر ہے۔

(ج) درست ہے۔ان میں 20 فیصد covered ہیں۔

(د) برساتی موسم کے دوران پرانے سیوریج سسٹم کی وجہ سے سیوریج overflow کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔واسا اپنی مالی پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے نالوں کی desilting کرواتا ہے جس سے خاطر خواہ ریلیف عوام کو مل جاتا ہے۔شہر میں زیر تکمیل منصوبہ جات مکمل ہونے پر سیوریج کے مسائل کافی حد تک حل ہو جائیں گے۔

ڈرینج سکیموں کی تفصیل:۔

سیریل نمبر	سکیم کا نام	اخراجات (ملین روپے میں)	جس مد سے رقم خرچ ہوئی
1	نشاط ملز ڈرین تا نیو گرین ٹاؤن پلی تک مٹو پورہ سٹارم واٹر چینل کی حالت کو بہتر بنانا۔	1.33	فیصل آباد میں ڈرینج سسٹم کو بہتر بنانا۔
-2	"OHR" جوہر کالونی تا گلستان کالونی نمبر ا ڈسپوزل ورکس تک مٹو پورہ سٹارم واٹر چینل کی حالت کو بہتر بنانا۔	2.68	-اایضاً-
3	نشاط آباد پل تا یو نیک ماربل بلڈنگ شیخوپورہ روڈ فیصل آباد سٹارم واٹر چینل کی حالت کو بہتر بنانا۔	0.97	-اایضاً-
4	سٹارم واٹر ڈرین نمبر ا یو نیک ماربل شیخوپورہ روڈ تا جیل روڈ چینل کی حالت کو بہتر بنانا۔	1.03	-اایضاً-
5	سرگودھا روڈ تا جیل روڈ سٹارم واٹر چینل نمبر ا کی حالت کو بہتر بنانا۔	0.21	-اایضاً-

چک نمبر43 شمالی گنیانوالہ سرگودھا میں قائم کالونی کی تفصیلات

*5052: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیاوزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر43 شمالی گنیانوالہ میں عرصہ 40/30 سال سے کچی آبادی موجود ہے جبکہ کچھ عرصہ قبل اس آبادی میں 54 کنال اراضی پر محکمہ ہاؤسنگ نے 3 مرلہ کالونی منظور کرلی ہے جس میں تمام ترقیاتی کام یعنی بجلی، سڑکیں، نالیاں، سولنگ میسر کردی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے ساتھ ملحقہ 22 کنال پر ابھی تک سابقہ قابضین ہی رہائش پذیر ہیں جس کو نہ تو ہاؤسنگ کالونی میں شامل کیا گیا ہے اور نہ ہی ان غریب افراد کو مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں جس کا مطالبہ وہ کافی عرصہ سے کرتے چلے آرہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت عرصہ 40/30 سال سے رہائشی لوگوں کو سابقہ منظور شدہ قیمت پر مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی نے 33 ایکڑ سرکاری اراضی پر 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم کا89-1988 میں اجراء کیا۔ بوجہ ناجائز قابضین جنھوں نے سکیم کے اجراً سے قبل پختہ / کچے گھر تعمیر کئے ہوئے تھے حکومت پنجاب کی منظوری کے بعد متعلقہ چھ ایکڑ چھ کنال 13 مرلہ رقبہ جو کہ تین مربوط بلاکس پر مشتمل تھا سکیم سے خارج کردیا گیا اور بمطابق سکیم کے نقشہ میں ترمیم کردی گئی اور ترقیاتی کام کئے گئے۔

(ب) پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) سکیم ہذا سے 2006 میں چھ ایکڑ چھ کنال تیرہ مرلہ رقبہ جو کہ ناجائز قابضین پر مشتمل تھا، خارج کردیا گیا۔ایسے افراد کو مالکانہ حقوق دینا پنجاب ہاؤسنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ایجنسی کے متعلقہ نہ ہے۔

راولپنڈی، ٹریفک سگنلز کی تنصیب

*5116: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی (R.DA) نے راولپنڈی کے کل کتنے چوکوں میں نئے ٹریفک سگنلز لگائے ہیں اور ان پر کل کتنی لاگت آئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ راولپنڈی مری روڈ پر آر۔ڈی۔اے نے بڑی تعداد میں کیٹ آئی (Cat eye) لگوائے ہیں، ان کی تعداد اور ان پر آنے والی لاگت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی (R.D.A) نے راولپنڈی شہر کی مختلف سڑکوں پر نئے ٹریفک سگنلز لگائے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- مری روڈ کے 6 چوکوں پر U.T.C (اربن ٹریفک کنٹرول سسٹم) ٹریفک سگنلز لگائے گئے جن پر مبلغ 16.136 ملین روپے لاگت آئی۔

2- ایئرپورٹ روڈ کے 4 عدد چوکوں پر U.T.C ٹریفک سگنلز بذریعہ FWO نصب کئے گئے جن پر مبلغ 15.682 ملین روپے لاگت آئی۔

3- سیدپور روڈ پر 4 چوکوں پر سگنل لگائے۔

4- اصغر مال روڈ پر 2 چوکوں پر سگنل لگائے۔

(ب) راولپنڈی مری روڈ کے مختلف چوکوں پر ضرورت کے مطابق ٹریفک کو لین اور لائن میں رکھنے کے لئے 1345 عدد بڑے سائز کی کیٹ آئز لگائی گئی ہیں جن پر مبلغ 1.141 ملین روپے لاگت آئی۔

سال 2009، لاہور- بچھائے گئے سیوریج پائپ کی تفصیلات

*5162: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2009 کے دوران جی ٹی روڈ سنگھ پورہ موڑ لاہور براستہ بھوگیوال بند روڈ لاہور تک بچھائے گئے سیوریج پر کل کتنی لاگت آئی؟

(ب) مذکورہ سیوریج کا پائپ بچھانے کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا نیز کیا یہ ٹھیکہ باقاعدہ اخبار میں اشتہار کے بعد دیا گیا تھا؟

(ج) مذکورہ علاقے میں کل کتنے سیوریج پائپ بچھائے گئے نیز یہ پائپ کتنے قطر اور کتنے سائز کے تھے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 2009 کے دوران جی ٹی روڈ سنگھ پورہ موڑ لاہور براستہ بھوگیوال بند روڈ لاہور تک سیوریج سسٹم کی بچھائی پر کل 176.00 ملین روپے لاگت آئی۔ یہ سیوریج لائن جس منصوبہ کے تحت بچھائی گئی اس میں ویٹ مین روڈ، جمیل آباد، منور سلطانہ روڈ، درس بڑے میاں روڈ میں سیوریج بچھائی اور بھوگی وال ڈسپوزل سٹیشن کی تعمیر کا کام بھی شامل تھا اور اس منصوبہ کی کل تخمینہ لاگت 240.00 ملین روپے تھی جس کے تحت کل 20135 فٹ 9 انچ تا 72 انچ قطر کے سیوریج پائپ بچھائے گئے۔

(ب) مذکورہ سیوریج کا پائپ بچھانے کا ٹھیکہ میسرز شیخ جاوید احمد گورنمنٹ کنٹریکٹر کو دیا گیا اور یہ ٹھیکہ باقاعدہ اخبار میں اشتہار کے بعد دیا گیا۔

(ج) مذکورہ علاقہ (جی ٹی روڈ سنگھ پورہ موڑ لاہور براستہ بھوگیوال بند روڈ) میں کل 8000 فٹ سیوریج پائپ بچھائے گئے جس میں 72 انچ قطر سیور پائپ 7800 فٹ، 30 انچ قطر سیور 50 فٹ، 24 انچ قطر سیور 50 فٹ اور 9 انچ قطر سیور 100 فٹ بچھائے گئے۔

چک نمبر 190/9-AL ساہیوال میں سیوریج سکیم کی تفصیلات

*5199: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک 190/9-AL (کرسچین) ساہیوال میں سیوریج سکیم کب شروع ہوئی تھی اس کا تخمینہ لاگت بتائیں اور یہ کب مکمل ہونی تھی؟

(ب) اس وقت تک اس سکیم پر کتنی رقم خرچ ہوئی، کتنا کام ہوا ہے اور کتنا بقایا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سکیم پر کام بند کر دیا گیا ہے؟

(د) اس سکیم پر کب کام ختم ہوا کیا سکیم مکمل ہو چکی ہے اگر نہیں تو اس کو ادھورا چھوڑنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ سکیم ابھی تک نامکمل اور ادھوری ہے جبکہ ٹھیکیدار کو اس کی سکیورٹی کی رقم محکمہ کے ملازمین / افسران کی ملی بھگت سے واپس کر دی گئی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چک نمبر 190/9-A L (کر سچئین) سیوریج سکیم 1997 میں شروع ہوئی اس کا تخمینہ لاگت 3.374 ملین روپے تھا اور یہ 1999 میں مکمل ہوئی۔

(ب) اس وقت تک اس سکیم پر 3.374 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں اور تمام کام اس سکیم کا مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) اس سکیم پر کام بند نہیں کیا گیا، بلکہ یہ سکیم 1999 میں مکمل ہو گئی تھی۔

(د) اس سکیم پر کام 1999 میں ختم ہوا اور یہ سکیم مکمل ہو چکی ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔ سکیم مکمل ہونے کے بعد 6 ماہ تک یوزر کمیٹی کے زیر انتظام چلتی رہی ہے لیکن یوزر کمیٹی کی غیر مؤثر کارکردگی اور بجلی کے بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے واپڈا نے چند سال پیشتر ڈسپوزل سٹیشن سے ٹرانسفارمر اتار لیا اور تب سے یہ سکیم بند پڑی ہے۔ جہاں تک سکیورٹی واپس کرنے کا سوال ہے محکمہ آخری ادائیگی کے چھ ماہ بعد ٹھیکیدار کو سکیورٹی واپس کرنے کا قانونی طور پر پابند ہے اس لئے ٹھیکیدار کو اس کی سکیورٹی واپس کر دی گئی تھی۔

تحصیل ساہیوال میں سیوریج سکیموں کی تفصیلات

*5200: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ساہیوال کی حدود میں کس کس گاؤں اور چک میں سیوریج سکیمیں چل رہی ہیں؟

(ب) کتنی کام کر رہی ہیں اور کتنی بند پڑی ہیں، ان سکیموں کا تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) جو سکیمیں بند پڑی ہیں وہ کس وجہ سے بند ہیں؟

(د) کتنی سکیمیں شروع سے چلی ہی نہیں ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ایسی سکیموں کی تحقیقات C.M.I.T سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل ساہیوال میں جون 2002 تک محکمہ ہذا نے کل 55 سیوریج سکیمیں مکمل کی تھیں جن میں سے 44 سکیمیں کام کر رہی ہیں اور 11 سکیمیں بند پڑی ہیں۔ان کا کل تخمینہ لاگت 146.839 ملین روپے ہے۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ب) جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

(ج) جو سکیمیں بند پڑی ہیں ان کی بنیادی وجہ متعلقہ C.B.O کی غیر مؤثر کارکردگی اور صارفین کا بل ادا نہ کرنا ہے جس کی وجہ سے واپڈا نے ان سکیموں کے کنکشن کاٹ دیئے ہیں۔

(د) ایسی کوئی سکیم نہ ہے۔

(ہ) محکمہ ہذا کے پاس چیف منسٹر سیکرٹریٹ کی طرف سے ایسا کوئی حکم نامہ نہ ہے۔چونکہ موجودہ پالیسی کے مطابق ایسی تمام سکیموں کو چلانے کی ذمہ داری متعلقہ علاقے کی یوزرز کمیٹی کی ہے اور محکمہ میں تعینات کیمونٹی ڈویلپمنٹ آفیسرز (C.D.Os) اور کیمونٹی بیسڈ موٹیویٹرز (C.B.Ms) یوزرز کمیٹیوں کو فعال بنانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں تاکہ ان سکیموں کو چلایا جا سکے۔

لاہور شہر میں نئے پارکس بنانے کی تفصیلات

*5646: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں پی ایچ اے نے سال 2008 سے آج تک کون کون سے نئے پارک بنائے؟

(ب) ان نئے پارکس میں ترقیاتی منصوبے کن فرموں سے مکمل کروائے گئے ان فرموں کی مکمل تفصیل (نام، لاگت منصوبہ اور تکمیل مدت) فراہم کی جائے؟

(ج) ان نئے پارکس میں ترقیاتی منصوبے مکمل کروانے کے لئے کس کس اخبار میں اشتہار دیئے گئے، ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 2008 میں کوئی نیا پارک نہیں بنایا گیا۔سال 2009 میں فرخ آباد پارک شاہدرہ میں بنایا گیا۔2010 کے ترقیاتی کاموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان نئے پارکس میں ترقیاتی منصوبے مکمل کرنے والی فرموں کے نام، لاگت منصوبہ اور تکمیل مدت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

1-	نوائے وقت	5فروری 2009	
2-	روزنامہ نوائے وقت / جناح	12دسمبر 2009	ایئرپورٹ پروجیکٹ
3-	روزنامہ لیڈر	16اپریل 2010	-ایضاً-

لاہور۔ایل ڈی اے ایونیو 1 میں سرکاری ملازمین کو پلاٹس کا قبضہ دینے کا مسئلہ

*5666:انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں واقع ایل ڈی اے ایونیو I ہاؤسنگ سکیم 2002 میں شروع کی گئی تھی مگر اس میں ترقیاتی کام ابھی تک مکمل نہیں کئے جاسکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم میں تمام ترالاٹیز سرکاری ملازمین ہیں اور وہ کئی برس پہلے اپنے تمام بقایاجات ادا کر چکے ہیں مگر ابھی تک انہیں پلاٹوں کا قبضہ نہیں دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایل ڈی اے حکام صورتحال کی اصلاح احوال کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کب تک یہ توقع ہے کہ گیارہ ہزار سرکاری ملازمین کو ان پلاٹس کا قبضہ مل سکے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ایل ڈی اے ایونیو ون کے نام سے سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی سکیم کا اعلان 2002 میں کیا گیا۔اس سکیم کے لئے ایکوائر شدہ اراضی تقریباً 16000 کنال ہے۔سکیم میں پلاٹوں کی کل تعداد 11862 ہے۔جس میں 6266 دس مرلہ جبکہ 5596 ایک کنال کے پلاٹس ہیں اس ضمن میں نوٹیفکیشن زیر دفعہ 4 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 مورخہ 18-12-2002 کو جاری ہوا جبکہ نوٹیفکیشن زیر دفعہ (4)17 اور 6 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 مورخہ 04-07-2003 کو جاری ہوا۔ایل ڈی اے نے مروجہ قانون کے مطابق ایکوائر

شدہ اراضی کا معاوضہ 2۔ارب روپے لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کے ذریعے گورنمنٹ خزانہ میں سال 2003 میں جمع کروادیا جس کے بعد ایل اے سی صاحب نے free from litigation اراضی کا قبضہ مورخہ 25-09-2003 کو ایل ڈی اے کے حوالے کیا جو بعد ازاں اس اراضی کو چیف انجینئر ایل ڈی اے کے حوالے 27-09-2003 کو کر دیا گیا تاکہ موقع پر ترقیاتی کام ہو سکے۔تاہم ایکوائر شدہ اراضی میں چھ ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے مطابق ان کا رقبہ بھی شامل ہے۔ ان ہاؤسنگ سوسائٹیوں نے ایکوزیشن کیخلاف لاہور ہائیکورٹ سے رجوع کیا۔عدالت عالیہ نے حکم امتناعی جاری کر دیا۔اسی طرح کچھ دیگر مالکان اراضی نے بھی ایکوزیشن کے خلاف عدالتوں سے رجوع کیا۔اکثر کیسز میں حکم امتناعی جاری ہوا۔اس طرح تقریباً 20 فیصد کے برابر رقبہ جو تقریباً 2600 پلاٹس بنتے ہیں litigation میں ہے۔مزید یہ کہ تقریباً 30 کیسز ہائیکورٹ اور اسی طرح 58 کیسز سول کورٹس میں زیر سماعت ہیں۔ کچھ ایکوائر شدہ اراضی پر بوقت ایکوزیشن تعمیرات / سٹرکچر تھے۔ جن کا ایوارڈ اور قبضہ لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کی طرف سے مالکوں کے عدم تعاون کی وجہ سے دیا جانا باقی ہے۔ترقیاتی کاموں کی ذمہ داری ایل ڈی اے نے F.W.O کو دی جس نے 80 فیصد کلیئر ایریا میں ترقیاتی کام کر دیئے ہیں۔بلاک H اور F کے الاٹیز کو پلاٹس کا قبضہ 2007 سے دیا جا رہا ہے۔ پچھلے سال کے دوران جن بلاکس میں F.W.O نے ترقیاتی کام مکمل کیا ہے،ان کا سروے کروایا گیا اور ٹاؤن پلاننگ ونگ ایل ڈی اے ساتھ ساتھ پارٹ پلان بنا رہا ہے۔واپڈا کو ایل ڈی اے نے electrification کے لئے تقریباً" 24 کروڑ روپے مارچ 2010 میں دیئے جبکہ واپڈا (lesco) نومبر 2010 سے کام شروع کر چکا ہے۔ جن بلاکس میں واپڈا electrification کرتا جائے گا ان بلاکس کا قبضہ الاٹیز کو ساتھ ساتھ دیا جاتا رہے گا۔

(ب) یہ درست ہے کہ الاٹیز سرکاری ملازمین ہیں۔ بیشتر الاٹیز نے قیمت پلاٹ جمع کروادی ہے تاہم چند الاٹیز نے کچھ بقایا جات ادا کرنا ہیں نیز یہ کہ جو پلاٹ litigation میں ہیں ان الاٹیز سے ایڈوانس + پہلی چھ اقساط ہی وصول کی گئی ہیں جبکہ بقایا چھ اقساط بوجہ litigation ڈیمانڈ نہ کی گئی ہی

(ج) بلاک H اور F کے الاٹیز کو قبضہ 2007 سے دیا جا رہا ہے اور جن بلاکس میں F.W.O نے ترقیاتی کام مکمل کروادیا ہے ان کا سروے کروایا گیا۔ٹاؤن بلاک ونگ ایل ڈی اے پارٹ پلان

بنا رہا ہے۔واپڈا کو ایل ڈی اے نے electrification کے لئے تقریباً 24کروڑ روپے اس سال مارچ2010 میں دے دیا ہے۔جن بلاکس میں واپڈا electrification کرتا جائے گا ان بلاکس کا قبضہ الاٹیز کو ساتھ ساتھ دیا جاتا رہے گا۔گزشتہ سالوں کی ترقیاتی رفتار کو مدنظر رکھتے ہوئے الاٹیوں کے مفاد کے پیش نظر Legal Advisor کی سربراہی میں وکلاء کا پینل تشکیل دیا گیا ہے جو عدالتوں میں کیسوں کی تندہی سے پیروی کر رہا ہے۔تفصیل بابت litigation پیرا (الف) میں دی گئی ہے جیسے جیسے litigation ختم ہوئی development work مکمل ہونے کے بعد قبضہ الاٹیوں کو دیا جا سکے گا۔

پینے کے پانی میں سنکھیا کی مقدار میں کمی کرنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*5681: **محترمہ سیمل کامران**: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں پینے کے پانی میں سنکھیا کی مقدار پائی گئی ہے؟

(ب) ان اضلاع کے نام کیا ہیں نیز حکومت سنکھیا کی مقدار میں کمی کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) جہاں سنکھیا زدہ پانی پایا جاتا ہے وہاں عوام کو کون کون سی احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں نیز اس کے تدارک کے لئے حکومت کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) پاکستان کونسل آف ریسرچ واٹر ریسورسز وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی مانیٹرنگ رپورٹ 06-2005 اور تجزیہ لیبارٹری پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے مطابق صوبہ پنجاب کے مندرجہ ذیل اضلاع میں سنکھیا کی مقدار پائی گئی ہے۔بہاولپور، گوجرانوالہ، قصور، لاہور، ملتان، شیخوپورہ، فیصل آباد، رحیم یار خان اور لیہ۔

- ❖ حکومت پنجاب مالی سال 10-2009 میں امپرومنٹ آف ڈرنکنگ واٹر ان آرسینک ایفیکٹڈ علاقوں کے لئے 45 ملین کی رقم مختص کی گئی، مگر فنڈز ریلیز نہ ہونے کی وجہ سے ان پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔

(ج) پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نے آرسینک کو نکالنے کے لئے ایک خاص فلٹریشن سسٹم تجویز کیا ہے جس میں ایک گھڑے میں مختلف اجزاء (میڈیا) استعمال کئے گئے ہیں جو کہ پانی سے آرسینک کو نکال دیتے ہیں اور اس میں سے فلٹر ہونے کے بعد پانی آرسینک سے پاک ہو جاتا ہے۔

- ❖ پنجاب رورل سپورٹ پروگرام کے تحت مختلف گاؤں میں ریورس اوسموسس پلانٹ لگائے گئے ہیں جو کہ پانی میں سے آرسینک کو نکال دیتے ہیں۔
- ❖ لوکل گورنمنٹ نے وفاقی حکومت کے تعاون سے یونین کونسل کی سطح پر فلٹریشن یونٹ لگائے ہیں جس میں پانی سے آرسینک کو نکالنے کی سہولت بھی میسر ہے۔
- ❖ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی اجازت سے 2009 سے 34 ضلعی سطح پر لیبارٹریاں قائم کی ہیں جو کہ معیاری ٹیسٹ کے علاوہ پانی میں آرسینک بھی ٹیسٹ کرتی ہیں۔ لیبارٹری رپورٹ کے تجزیہ کے بعد جن اضلاع میں آرسینک زیادہ مقدار میں پایا گیا ہے وہاں 29 واٹر سپلائی سکیموں کی نشاندہی و تخمینہ جات لاگت مبلغ 280.418 ملین روپے ہے۔ مالی سال 11-2010 میں آرسینک ایلوکیشن 2000 ملین مختص ہے۔ جس میں سے جنوبی پنجاب کے ضلع بہاولپور اور ضلع لیہ کے لئے 103.006 ملین روپے مختص ہیں اور فنڈ بھی جاری کر دیئے گئے ہیں اور ان سکیموں پر کام جاری ہے۔ باقی سکیموں پر فنڈز کی دستیابی پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

ضلعی آفیسر ز کی الگ الگ تعیناتی کی تفصیلات

*5727: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈویژن بہاولپور میں تین اضلاع ہیں جبکہ مذکورہ محکمہ کا تینوں اضلاع کے لئے صرف ایک ہی آفیسر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر ضلع میں ایک ضلعی آفیسر نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس کے ضروری امور طوالت کا شکار ہو رہے ہیں جس سے وہ بے حد پریشانی میں مبتلا ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈویژن کے تینوں اضلاع کے لئے ضلعی آفیسر تعینات کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں تین اضلاع ہیں اور محکمہ (PHATA) کا ایک ڈپٹی ڈائریکٹر برائے اضلاع بہاولپور و بہاولنگر ہے اور ایک ڈپٹی ڈائریکٹر برائے رحیم یار خان ہے۔

(ب) ڈپٹی ڈائریکٹر (PHATA) سب ریجن بہاولپور اپنے ذیلی دفتر سیکرٹری (PHATA) ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی بہاولنگر کے دفتری امور بھی انجام دیتے ہیں جبکہ ضلع رحیم یار خان میں بھی ڈپٹی ڈائریکٹر تعینات کر دیا گیا ہے اور وہ دفتری امور سرانجام دے رہے ہیں بمطابق اطلاع کے نہ تو امور طوالت کا شکار ہیں اور نہ ہی عوام پریشانی میں مبتلا ہیں۔کام کے لحاظ سے ڈپٹی ڈائریکٹر بہاولپور نے ہفتہ میں ایک دن بہاولنگر میں کام کے لئے تفویض کر رکھا ہے۔

(ج) پنجاب میں کل 36 اضلاع ہیں جبکہ صرف 17 اضلاع میں ضلعی آفیسر کام کرتے ہیں جبکہ دوسرے اضلاع میں ضلعی آفیسر کی اسامی موجود نہ ہے اسی طرح بہاولپور میں ضلعی آفیسر کام کر رہا ہے اور ضلع بہاولنگر میں ضلعی آفیسر کی پوسٹ نہ ہے جبکہ رحیم یار خان میں بھی ضلعی آفیسر تعینات کر دیا گیا ہے۔

پی پی-72 فیصل آباد میں واٹر سپلائی کی تفصیلات

*5945: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-72 فیصل آباد میں واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویلز کس کس جگہ نصب ہیں؟

(ب) ان ٹیوب ویلز سے روزانہ کتنے گیلن پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ج) سال 10-2009 پی پی-72 فیصل آباد میں کس کس جگہ نئے ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد شہر کے دوسرے علاقوں کی طرح پی پی-72 کی حدود میں بھی زیر زمین پانی پینے کے قابل نہ ہے اس لئے اس حلقہ میں واٹر سپلائی کے لئے کوئی ٹیوب ویل نصب نہ ہے۔واسا فیصل آباد اپنے شہریوں کو چنیوٹ ویل فیلڈ ایریا اور رکھ برانچ نہر کے کنارے لگے ہوئے ٹیوب ویلز کے ذریعے میٹھا پانی فراہم کر رہا ہے۔

(ب) چونکہ پینے کے پانی کے لئے اس حلقہ میں کوئی ٹیوب ویل نصب نہ ہے اس لئے مقدار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) زیر زمین پانی کھارا اور پینے کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے پی پی۔72 میں سال 2009-10 میں کوئی ٹیوب ویل نہیں لگایا جارہا۔

لاہور۔نئے ٹیوب ویلز کی تعداد و تفصیل

*6065: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا صوبائی دارالحکومت لاہور میں 69 نئے ٹیوب ویل لگوا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ٹیوب ویلز پر 27 کروڑ 96 لاکھ اور 44 ہزار روپے خرچ ہونگے؟

(ج) لاہور میں واسا نئے ٹیوب ویلز جن علاقوں میں لگا رہا ہے، ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں-واسا لاہور میں 69 نئے ٹیوب ویل نصب کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے-ان ٹیوب ویلز کی تنصیب کی لاگت 43 کروڑ 20 لاکھ روپے آئی ہے۔

(ج) واسا لاہور میں نصب کئے جانے والے 69 نئے ٹیوب ویلز کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ایل ڈی اے میں فائلوں کی کمپیوٹرائزیشن سے متعلقہ تفصیل

*6090: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے 13 ہزار فائلیں کمپیوٹرائز کرنے کے لئے سکیننگ کا کام مکمل کر لیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کام کو مکمل کرنے میں سرکاری افسران و اہلکاران نے شب و روز محنت کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہذا ان افسران و اہلکاران کے اس کام کے بدلے میں خصوصی اعزازیہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اب تک ایل ڈی اے 21033 فائلز کو سکین کر چکا ہے جس کی مرحلہ وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

ٹوٹل سکین	سکین ویریفائڈ	ڈیٹا انٹری	ڈیٹا انٹری ویریفائیڈ
21033	21033	20365	17285

(ب) جی ہاں! اس کام کو سرانجام دینے کے لئے ایل ڈی اے کے سرکاری افسران و اہلکاران شب و روز کام کرتے رہے ہیں جو قابل ستائش ہے۔

(ج) اس محنت کو سراہتے ہوئے ایل ڈی اے افسران اور اہلکاران کو اعزازیہ بھی دے چکا ہے۔

لاہور شہر میں ٹریفک سگنلز کی مرمت

*6179: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیپا افسران کی غفلت کے باعث قذافی سٹیڈیم، شمع چوک، لکشمی چوک، مزنگ روڈ، سگیاں پل، گلشن راوی اور یتیم خانہ سمیت متعدد علاقوں میں ٹریفک سگنلز خراب پڑے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کے لئے مخصوص کردہ فنڈز خورد برد کر لئے گئے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس صورتحال کی اصلاح کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ جہاں تک سگیاں پل اور گلشن راوی کے ٹریفک سگنلز کا تعلق ہے یہ ٹیپا کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے جبکہ قذافی سٹیڈیم، شمع چوک، لکشمی چوک، مزنگ روڈ اور یتیم خانہ کے ٹریفک سگنلز درست طور پر کام کر رہے ہیں۔ ٹریفک پولیس ٹریفک سگنلز کی کارکردگی کے بارے میں باقاعدگی سے ٹیپا کو آگاہ کرتی رہتی ہے گزشتہ پندرہ دن کی رپورٹ جو کہ ٹریفک پولیس نے بھیجی ہے، کے مطابق مندرجہ بالا ٹریفک سگنلز درست طور پر کام کر

رہے ہیں۔(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) شہر کے دیگر ٹریفک سگنلز کے بارے میں بھی ٹریفک پولیس کی معاونت سے باقاعدہ دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) چونکہ جز(الف)اور(ب)کا جواب اثبات میں نہیں ہے، اس لئے اس جز کا جواب دینے کی ضرورت نہ ہے۔

دریائے راوی اور ستلج پر بڑی جھیلوں کا قیام

*6513: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے 5800 ٹیوب ویل 24 گھنٹے پانی کھینچنے میں مصروف ہیں جس کے باعث دریائے راوی اور ستلج سوکھتے جا رہے ہیں اور پانی کی گہرائی کافی حد تک بڑھ گئی ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ مسئلہ پر قابو پانے کے لئے دریائے راوی اور ستلج کے کنارے بڑی جھیلیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور میں اس وقت واسا کے زیر انتظام اس کے سروس ایریا میں واسا کے 466 ٹیوب ویل چل رہے ہیں اور ان کے چلانے کا دورانیہ 16 سے 17 گھنٹے روزانہ ہے۔ واسا کے علاوہ دوسرے اداروں جن میں کنٹونمنٹ بورڈ، ملٹری انجینئرنگ سروسز، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، پاکستان ریلوے، لاہور میں موجود ہسپتال، یونیورسٹیاں و دیگر تعلیمی ادارے، نجی عمارات، پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمز اور زرعی مقاصد کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویل بھی زمین سے پانی نکال رہے ہیں۔ بارشوں کی کمی اور بڑھتی ہوئی ضروریات کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح سالانہ نیچے جا رہی ہے۔ دریائے راوی اور ستلج کے سوکھنے کی وجہ سے زیر زمین پانی کا استعمال نہیں ہے بلکہ سندھ طاس معاہدہ کے تحت بھارت کی طرف سے پانی کا کم اخراج ہے۔

(ب) پنجاب میں زیر مین پانی کی صورتحال اور اس سلسلے میں پالیسی سازی کے لئے محکمہ انہار نے ایک سٹڈی کروائی ہے اور اس سلسلے میں مزید پیشرفت کے بارے میں متعلقہ محکمہ ہی تفصیلات بتا سکتا ہے۔

لاہور سیوریج سسٹم کی تفصیلات

*6586: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور کا اکثر علاقوں کا سیوریج سسٹم بالکل ناکارہ ہو چکا ہے؟

(ب) حکومت لاہور شہر میں سیوریج سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، اس کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے موجودہ سیوریج سسٹم ناکافی ہے۔لاہور کی وسطی گنجان آبادی کے لئے سیوریج کا نظام 1938 میں قیام پاکستان سے قبل تعمیر کیا گیا تھا۔مختلف اوقات میں ہونے والے بہتری کے اقدامات کے باوجود یہ نظام موجودہ دور کی ضروریات کے لئے ناکافی ہے۔اس کے علاوہ شہر کے دیگر حصوں خصوصاً جنوبی لاہور میں بننے والی نئی آبادیوں کے لئے بھی سیوریج کے نظام میں اضافے کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں وسطی اور جنوبی لاہور دونوں کے سیوریج اور ڈرینج کے نظام کی بہتری کے لئے واسا نے مشاورتی فرم نیسپاک (NESPAK) سے تفصیلی فیزیبلٹی رپورٹ تیار کروائی ہے۔

(ب) لاہور میں سیوریج کے موجودہ نظام کو بہتر بنانے کے لئے اس وقت 3 منصوبے زیر تکمیل ہیں۔جن کی مالیت 3155 ملین روپے ہے اور یہ منصوبے سال 2013 میں مکمل ہو جائیں گے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

SEWERAGE& DRAINAGE PROJECTS UNDER EXECUTION (2010-11)

ADP N0. 2010-11	Name Of Scheme	Estimate cost Foreign Aid	Cost
	On Going Schemes		
2639	Misc. Sewerage and Drainage requirements of different Towns.	0.000	1068
2640	Trunk Sewer Shadi Pura to Salamat Pura.	0.000	751
2641	Reduction of Rainy water stagnation time at Sore Points/ Ponding areas in (O & M) Towns of WASA, L.D.A, Lahore.	0.000	1336
	Total		3155

صادق آباد۔بستی مورن کے ڈرینج سسٹم کی تعمیر

*6623: میاں شفیع محمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بستی مورن تحصیل صادق آباد میں ڈرینج سسٹم کے لئے جو سکیم تیار کی گئی تھی اس پر کتنی لاگت آئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کا کام 100 فیصد مکمل نہ ہوا اور سکیم اپنی تکمیل سے قبل ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی تعمیر ناقص مٹیریل سے ہوئی ہے، کی وجہ سے سکیم مکمل نہ ہو سکی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکیم کے ڈرینج کی ناقص تعمیر کی انکوائری اور ذمہ داران کے تعین اور ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو تفصیلاً آگاہ کیا جائے نیز کیا حکومت مذکورہ بستی کو سیوریج کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بستی مورن میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن رحیم یار خان کے زیر انتظام نکاسی آب کے منصوبہ کے لئے ٹینڈر مورخہ 17-02-2005 کو وصول کیا گیا اور کام کا آغاز مورخہ 07-03-2005 کو ہوا جس کی تکمیل مدت چار ماہ مقرر ہوئی اس کام کا تخمینہ لاگت مبلغ 44 لاکھ 42 ہزار روپے تھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	ڈرین ٹائپ	=	12631 فٹ
-2	تعمیر سولنگ	=	43097 سی ایف ٹی
-3	آکسیڈیشن پونڈ (Oxidation Pond)	=	3 عدد
-4	ڈسچارج سمپ (Discharge Sump)	=	3 عدد

(ب) یہ کہ سکیم ہذا کا کام مورخہ 10-06-2006 کو مکمل ہوا اور دیکھ بھال کے لئے 18-11-2006 کو یوزرز کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا اور یوزرز کمیٹی نے کام کی تکمیل اور کوالٹی کے بارے میں

سرٹیفکیٹ تحریر کیا جس کی تصدیق رئیس محمد اصغر ورند ناظم یونین کونسل صادق آباد نے کی اور یہ کہ سکیم درست حالت میں یوزرز کمیٹی کے حوالے کی گئی۔

(ج) یوزرز کمیٹی نے تکمیل شدہ سکیم کی مناسب دیکھ بھال نہ کی ہے اور نہ ہی صفائی کا باقاعدہ انتظام کیا جس کی وجہ سے تعمیر شدہ نکاسی آب کا منصوبہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا اور فی الوقت مٹیریل کے استعمال کا تعین کرنا ممکن نہ ہے۔کیونکہ یہ منصوبہ مکمل ہوئے چار سال سے زیادہ ہو چکا ہے۔

(د) کیونکہ محکمہ ٹوٹ پھوٹ کا ذمہ دار نہ ہے اس لئے انکوائری کروانے کا کوئی فیصلہ نہ ہوا ہے۔ فی الحال منصوبہ برائے نکاسی آب کی بحالی زیر غور نہ ہے۔

ملتان،واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیلات

*6926: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) 2008۔09 اور 2009۔10 کے دوران ملتان شہر میں کتنی رقم واٹر سپلائی کی سہولت پہنچانے کے لئے خرچ کی گئی؟

(ب) ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بتائیں؟

(ج) کتنی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی زیر تعمیر ہیں؟

(د) اس شہر کی کتنے فیصد آبادی میں واٹر سپلائی کی سہولت موجود ہے، کتنے فیصد آبادی سرکاری پانی سے محروم ہے؟

(ہ) باقی ماندہ آبادی کی واٹر سپلائی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) واسا نے سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران واٹر سپلائی کی سہولت پہنچانے کے لئے 505.584 ملین خرچ کئے۔

(ب)

ا۔ بحالی برائے موجودہ واٹر سپلائی سسٹم واسا ملتان۔100.00(M)
(Rehabilitation of existing Water Supply System in WASA Multan)

ii- بحالی برائے پرانے ٹیوب ویلز واسا ملتان۔(M) 193.788
(Rehabilitation of old Tube Well in WASA jurisdiction WASA Multan. (PM Package Part-I)

iii- واٹر سپلائی سکیم فیز(V) ملتان۔ (M) 375.135
(Water Supply Scheme Phase- VI Multan)

(ج) ایک سکیم جس کا تخمینہ لاگت 100.00 ملین تھی وہ مکمل ہو چکی ہے اور دو سکیمیں جن کا تخمینہ لاگت 193.788 اور 375.135 ملین ہے، زیر تعمیر ہیں۔

(د) ملتان شہر کی تقریباً 70 فیصد آبادی کو واٹر سپلائی کی سہولت میسر ہے اور بقایا 30 فیصد محروم ہیں۔

(ہ) باقی ماندہ آبادی کو واٹر سپلائی کی سہولت مہیا کرنے کے لئے وزیر اعظم پیکج (Prime Minister Southern Punjab Development Package) میں شامل کیا گیا ہے جس کی منظوری C.D.W.P سے ہو چکی ہے اور فنڈ ملنے پر کام شروع کیا جائے گا۔ان سکیموں کی تکمیل سے 82 فیصد آبادی واٹر سپلائی کی سہولت سے مستفید ہو گی۔

سیالکوٹ، واٹر سپلائی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلز و دیگر تفصیلات

*7002: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیالکوٹ شہر میں 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ لگائے گئے ہیں؟

(ب) اس میں کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں اور کتنے خراب ہیں؟

(ج) اس شہر کی آبادی کے لئے روزانہ کتنے گیلن پانی کی ضرورت ہے؟

(د) ان ٹیوب ویلوں سے روزانہ کتنے گیلن پانی مذکورہ شہر کو فراہم کیا جاتا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس شہر میں مزید ٹیوب ویل برائے واٹر سپلائی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سیالکوٹ شہر میں سال 09-2008 اور 10-2009 میں نصب کئے گئے ٹیوب ویلز کی تفصیل حسب ذیل ہے:

	2008-09		2009-10
1	ٹیوب ویل تحصیل بازار	1	ٹیوب ویل کوٹلی بہرام
2	ٹیوب ویل فتح گڑھ	2	ٹیوب ویل ظفروال روڈ نیکا پورہ
3	ٹیوب ویل مظفر پورہ	3	ٹیوب ویل گلشن ٹاؤن
4	ٹیوب ویل محمد پورہ	4	ٹیوب ویل لنڈا پھاٹک
5	ٹیوب ویل سلور سٹار روڈ	5	ٹیوب ویل رام تلائی روڈ
6	ٹیوب ویل رنگ پورہ	6	ٹیوب ویل برنا سپورٹس
7	ٹیوب ویل جوبلی پارک	7	ٹیوب ویل شاہ چانن
8	ٹیوب ویل بہار کالونی	8	ٹیوب ویل پنجاب کالونی
9	ٹیوب ویل محکمہ واٹر ورکس I	9	ٹیوب ویل گوھد پور
10	ٹیوب ویل محکمہ واٹر ورکس II	10	ٹیوب ویل ہنٹر پورہ
11	ٹیوب ویل چاہ تر کھانہ	11	ٹیوب ویل اسلام نگر
12	ٹیوب ویل شجاع آباد	12	ٹیوب ویل بوکن
13	ٹیوب ویل حاجی پورہ بن		

(ب) تمام ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔

(ج) سیالکوٹ شہر کی آبادی مردم شماری 1998 کے مطابق 358376 نفوس تھی جو کہ بڑھ کر 2010 تک 447555 ہو گئی ہے۔اس وقت شہر میں پینے کے پانی کی ضرورت 33.567 ملین گیلن یومیہ ہے۔

(د) اس وقت شہر کو 33.120 ملین گیلن پانی مہیا کیا جارہا ہے جو کہ 92 عدد ٹیوب ویلز سے حاصل کیا جارہا ہے جن کو TMA سیالکوٹ چلا رہا ہے۔

(ہ) اس وقت پانی کی ضرورت مندرجہ بالا لگائے گئے ٹیوب ویلز سے پوری کی جارہی ہے اور آئندہ اضافی ٹیوب ویلز لگانے کی ضرورت ہو گی جو کہ فنڈز کی دستیابی کی صورت میں پالیسی کے مطابق لگائے جائیں گے۔

ضلع سیالکوٹ، سیوریج کی فراہمی کی تفصیلات

*7004: محترمہ شمسہ گوہر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سال 10۔2009 کے دوران کتنی رقم سیوریج کی سہولیات کی فراہمی پر خرچ ہوئی؟

(ب) ان منصوبہ جات کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تعمیر ہیں؟

(د) اگر حکومت اس ضلع کے باقی ماندہ علاقوں میں سیوریج بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سال 10-2009 کے دوران سیوریج کی سہولت پر 2.430 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ب)

(1)	سیوریج ڈرینج سکیم چونڈہ	47.630 ملین
(2)	سیوریج ڈرینج سکیم سمبڑیال	47.630 ملین

(ج) یہ دونوں منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور کوئی منصوبہ زیر تعمیر نہ ہے۔

(د) باقی ماندہ علاقوں میں سیوریج بچھانے کا کام ترقیاتی بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے مرحلہ وار پروگرام کے تحت کیا جائے گا۔

لاہور۔ کوٹلی پیر عبدالرحمن باغبانپورہ میں آبادی کے تناسب سے ٹیوب ویلز لگانا

*7014: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کوٹلی پیر عبدالرحمن باغبانپورہ لاہور میں کتنے ٹیوب ویلز کب لگائے گئے؟

(ب) کیا موجودہ آبادی کے تناسب سے مذکورہ ٹیوب ویلز کافی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ علاقے کی آبادی بڑھنے اور کنکشن کے اضافے کی وجہ سے پانی کی کمی کا شدت سے سامنا ہے؟

(د) کیا متعلقہ انتظامیہ مذکورہ مسئلے کو فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کوٹلی پیر عبدالرحمن باغبانپورہ لاہور میں دو ٹیوب ویلز لگائے گئے جن کی تنصیب کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	کوٹلی پیر عبدالرحمن تکیہ (4 کیوسک)	2001
-2	مشتاق کالونی (2 کیوسک)	2009

(ب) آبادی کے لحاظ سے موجودہ ٹیوب ویلز کافی ہیں۔

(ج) مذکورہ علاقے کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے پانی کے استعمال میں اضافہ ہوا ہے۔تاہم موسم گرما میں لوڈ شیڈنگ کے باعث بعض اوقات علاقہ میں پانی کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔

(د) واسا نے اس سلسلے میں آبادی میں اضافہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نیا ٹیوب ویل چار کیو سک فیصل پارک (قادر بخش پارک) لگانے کی تجویز دی ہے جو کہ منظوری کے لئے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ پنجاب کو بھیج دیا ہے۔اس کی منظوری اور فنڈز کی دستیابی ہوتے ہی نیا ٹیوب ویل لگا دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج کل ہمارا pre budget discussion session چل رہا ہے اس میں ہم پیسوں کی بات کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس یہ پیسے ہوں گے ہم ان کو ایسے ایسے خرچ کریں گے۔ انہی پیسوں کے سلسلے میں ہمارے آئین کے اندر نیشنل فنانس کمیشن کی provision ہے جو پچھلے سے پچھلے سال دسمبر میں منظور ہوا۔ جمہوری حکومتیں اُس کو اپنا بڑا کمال مانتی ہیں اور اُس کے اوپر اپنے آپ پر بڑا فخر کرتی ہیں۔ اسی نیشنل فنانس کمیشن کے بارے میں آپ کی تھوڑی سی توجہ چاہئے ہوگی۔آئین کے آرٹیکل 160 کی سب کلاز (3(B ہے:

3(B). The Federal Minister and Provincial Finance Ministers shall monitor the implementation of the N.F.C Award and lay their reports before the House.

انہوں نے یہ رپورٹ سال میں دو دفعہ ہاؤس میں lay کرنی ہے۔ ایک سال ہو چکا ہے ابھی تک ایک رپورٹ بھی lay نہیں کی گئی تو آپ سے میری یہ گزارش تھی کہ وہ یہ رپورٹ lay کریں۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں انہیں آنے دیں پھر وہ آپ کو اس کا جواب دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ منسٹر صاحب سے جواب لے کر دیں گے؟

جناب سپیکر: اگر میں ہوا تو میں جواب لے کر دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے چھوٹی سی ایک اور چیز پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا Tourism & Resorts, Sports, I.T and Commerce & Investment Ministries کو ختم کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: ان کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ ان کو merge کیا گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان محکموں کے وزراء کرام کا کیا بنے گا؟

جناب سپیکر: دیکھیں، وزیر وزیر ہی ہوتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے جب ایک دفعہ لغاری صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دے دی ہے تو پھر آپ کو تھوڑا سا صبر کرنا چاہئے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر ہی کرتے جا رہے ہیں۔ میں اُن کی بات سن رہا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ میں اُن کی بات نہ سنوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ میری گزارشات تھیں تو یہ چیزیں اس ہاؤس کے اندر آنی چاہئیں۔ یہ چیزیں ہوں گی تو House in order ہوگا اور اگر Constitutional violation ہو رہی ہے تو House is not in order.

جناب سپیکر: اگر فنانس منسٹر اپنے چیمبر میں میری بات سن رہے ہیں تو ہاؤس میں تشریف لائیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرا ایک بہت ہی اہم question ہے۔

جناب سپیکر: جناب! تمام معزز ممبران کے questions اہم ہیں لیکن میں rules کے مطابق چلوں گا I am sorry. اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

درخواست ہائے رخصت

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے رخصت کی 12 درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: پہلی درخواست الحاج محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے، پی پی۔73 کی طرف سے مورخہ 6۔دسمبر 2010 کو موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"الحمد للہ مجھے اس سال 1431ھ کو چھٹے حج کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ میں اپنی اہلیہ، بیٹی اور بیٹے (محمد حسن) کے ساتھ سعودی عرب میں ہوں۔ مجھے جاری اجلاس کے دنوں 16۔دسمبر 2010 تک کی چھٹی مرحمت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب عمران اشرف ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے مورخہ 7۔دسمبر 2010 کو موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ نجی مصروفیت کی وجہ سے پنجاب اسمبلی کے جاری سیشن میں مورخہ 3۔دسمبر 2010 تا اختتام اجلاس حاضر نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ صائمہ عزیز

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ صائمہ عزیز ایم پی اے، ڈبلیو۔311 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ مجھے گھریلو کام کے سلسلے میں بیرونِ ملک جانا پڑا۔ از راہِ کرم مجھے 10۔جنوری 2011 تا اختتام اجلاس رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب عمران اشرف ایم پی اے، پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بوجہ بیرونِ ملک کاروباری مصروفیات پنجاب اسمبلی کے جاری سیشن میں مورخہ 31۔دسمبر 2010 سے 9۔جنوری 2011 تک حاضر نہیں ہو سکتا۔مذکورہ ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے، پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, due to an important piece of work, I will not be able to attend the ongoing Assembly Session on 12th & 13th January 2011. You are requested to kindly grant me leave for two days."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں گورنر صاحب کی اچانک شہادت کی وجہ سے عوام کی دلجوئی کے لئے چکوال چلی گئی اور حلقہ کے عوام کی پریشانی کے باعث مورخہ 05,07,10 اور

11۔جنوری 2011 تک اجلاس attend نہ کر سکی۔ مجھے چار دنوں کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب وسیم افضل گوندل

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب وسیم افضل گوندل ایم پی اے، پی پی۔119 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں ذاتی مصروفیات کی بنا پر بروز جمعرات اور جمعۃ المبارک 13 اور 14۔جنوری 2011 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب ظفر ذوالقرنین ساہی ایم پی اے، پی پی۔52 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, due to sad demise of my relative, I am unable to attend the Assembly Session from 12th to 14th January 2011. It is, therefore, requested that 3 days leave may kindly be sanctioned in my favour."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری سرفراز افضل

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست چودھری سرفراز افضل ایم پی اے،پی پی۔6 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I have go to Dubai for some domestic affair and I would like to request you to kindly sanction 3 days ex-Pakistan leave. i.e. 17th to 19th January 2011. Submitted for kind information and approval please."

جناب ڈپٹی سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے،پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"درج بالا عنوانات کی توجہ خصوصی کے لئے ملتمس ہوں کہ آج میری آنکھ کا آپریشن ہے جس کی وجہ سے درج بالا عنوان میں درج ایام کے لئے رخصت بابت اجلاس کارروائی منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں نصیر احمد

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست میاں نصیر احمد ایم پی اے،پی پی۔155 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"مجھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں اسلام آباد جانا ہے جس بنا پر مجھے 17 اور 18۔جنوری 2011(دویوم)اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں شاہد حسین خان

سیکرٹری اسمبلی: آخری درخواست میاں شاہد حسین خان ایم پی اے کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir, I will not be able to attend the 22nd session of the Assembly on January 17th, 18th & 19th, due to a death in my family. Kindly sanction my leave."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟"

(رخصت منظور ہوئی)

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم مفادِ عامہ سے متعلق قراردادیں لے لیں۔ سب سے پہلی قرارداد محترمہ حمیرا اویس شاہد کی ہے۔ جی، محترمہ!

اسلام میں خواتین کو دیئے گئے حقوق پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کا مطالبہ

محترمہ حمیرا اویس شاہد: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان سمجھتا ہے کہ گزشتہ برسوں میں خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ ان واقعات میں اضافے کی ایک وجہ خواتین کو حاصل ان حقوق سے انکار ہے جن کی ضمانت مذہب اسلام نے دی ہے۔ اسلام نے خواتین کو خلع، وراثت میں حصہ اپنے مالی معاملات میں خود مختاری اور بیوگی کی صورت میں ولی یا خاندان کی اجازت کے بغیر دوسری شادی جیسے حقوق سے نوازا ہے لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی

حکومت، ریاست کے تمام ستونوں کو اس امر کا پابند کرے کہ وہ اسلام کے عطا کردہ ان حقوق پر عملدرآمد کو یقینی بنائے تاکہ خواتین کے خلاف ہونے والے تشدد کے واقعات کی روک تھام کی جا سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان سمجھتا ہے کہ گزشتہ برسوں میں خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ان واقعات میں اضافے کی ایک وجہ خواتین کو حاصل ان حقوق سے انکار ہے جن کی ضمانت مذہب اسلام نے دی ہے۔اسلام نے خواتین کو خلع، وراثت میں حصہ اپنے مالی معاملات میں خود مختاری اور بیوگی کی صورت میں ولی یا خاندان کی اجازت کے بغیر دوسری شادی جیسے حقوق سے نوازا ہے لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت، ریاست کے تمام ستونوں کو اس امر کا پابند کرے کہ وہ اسلام کے عطا کردہ ان حقوق پر عملدرآمد کو یقینی بنائے تاکہ خواتین کے خلاف ہونے والے تشدد کے واقعات کی روک تھام کی جا سکے۔"

RANA MUHAMMAD AFZAL KHAN: I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! پچھلے کچھ سالوں میں خواتین پر تشدد کے واقعات انہی چار پانچ چیزوں کے ارد گرد گھوم رہے ہیں اور پنچایتوں سے لے کر پولیس سٹیشن اور سوسائٹی کے تمام aspects کی طرف دیکھیں تو آج بھی اسی بات پر عورت پر تشدد ہو رہا ہے کہ اس نے اپنی مرضی سے شادی کیوں کی یا اس بات پر تشدد ہو رہا ہے کہ اس نے خلع کیوں لیا ہے۔اگر آپ data منگوا کر دیکھیں تو اسلام نے جو یہ پانچ حقوق دیئے ہیں جن میں یہ ہے کہ عورت کو اپنی مرضی سے شادی کرنے کی اجازت ہے، بیوہ کو کسی ولی کی ضرورت نہیں، آپ کا ایک fixed inheriting اسلام میں ہے کہ financial property control کی management عورت کے ہاتھ میں دی ہے۔ان حقوق کی مسلسل violation ہو رہی ہے اور عورت پر تشدد کی بہت بڑی وجہ ان حقوق کا نہ دینا ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ law providing agencies, law enforcing agencies and law making

agencies کو یہ ensure کرنا چاہئے کہ قرآن اور اسلام نے جو حقوق عورتوں کو دیئے ہیں ان کی implementation ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! عموماً جو practice رہی ہے اور جو precedents رہے ہیں کہ اگر کوئی قرارداد آتی ہے تو جس طرح ایک دن پہلے ایجنڈا circulate کر دیا جاتا ہے تو اس پر اگر حکومت کا اعتراض ہوتا ہے تو لاء منسٹر کی طرف سے اعتراض آ جاتا ہے۔ اب حکومتی بنچوں کے ممبر کا کوئی اعتراض ہے تو اصولاً تو یہ ہونا چاہئے کہ وہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس اعتراض کو یا محرک کے ساتھ بیٹھ کر جو تبدیلی چاہتے ہیں وہ کر لیں۔ جب یہاں پر اعتراض کیا جاتا ہے تو its deemed to be کہ اپوزیشن گورنمنٹ کی طرف سے ہو رہی ہے۔ اب اس کو تھوڑا clarify کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ Private Members' Day ہے۔ اگر کوئی member in his own capacity کسی چیز کو oppose کرنا چاہتا ہے تو وہ اس میں بالکل آزاد ہے۔ میرے پاس گورنمنٹ کا مؤقف موجود ہے اور گورنمنٹ کے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ نے اس قرارداد کو oppose کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ آج چونکہ Private Members' Day پر کوئی بل حکومتی بنچوں کا ممبر بھی لا سکتا ہے، کوئی قرارداد بھی لا سکتا ہے۔ جب وہ لا سکتا ہے تو وہ کسی قرارداد کو oppose بھی کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ عموماً دیکھیں کہ جب قرارداد کی مخالفت اگر گورنمنٹ کر رہی ہے تو اس کا ایک نوٹس ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ چلیں آج تو جو ہو گیا سو ہو گیا، ہم اس کو تھوڑا streamline کر لیں کہ حکومتی بنچوں سے اگر کسی نے اعتراض کرنا ہے تو اس کا ایک نوٹس ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رولز کے مطابق اگر نوٹس کی requirement ہے تو اسے آپ رکھیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! اس قرارداد پر اعتراض نہیں ہے بلکہ اس کی جزئیات پر اعتراض ہے اور اس کے الفاظ پر اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد ایک اہم قرارداد ہے۔ مجھے اس کی دو چیزوں پر اعتراض ہے۔ ایک تو محترمہ نے کہا ہے کہ "تشویشناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے" جس سے مجھے

اتفاق نہیں ہے بے شک لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہے، خواتین کے ساتھ جو ظلم اور زیادتی کے واقعات ہیں تو میڈیا آزاد ہے وہ سارے واقعات highlight ہوتے ہیں لیکن اگر یہ کہا جائے کہ باقی جرائم کی ratio کے حساب سے تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ہے تو میں اس سے agree نہیں کرتا۔ میں چاہوں گا کہ "تشویشناک حد" کا لفظ حذف کیا جائے اور "اضافے" کو یہ رکھ لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویز یہ ہے کہ انھوں نے اس میں لکھا ہے کہ "اپنے مالی معاملات میں خود مختاری اور بیوگی کی صورت میں ولی یا خاندان کی اجازت کے بغیر دوسری شادی جیسے حقوق سے نوازا ہے" پاکستان میں قانون تو یہ ہے کہ خاوند بھی دوسری شادی بیوی کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا تو یہ جو آزادی ہوگی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر غور کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم جب اس ہاؤس کی بات کرتے ہیں کہ ہم نے اس ہاؤس کو اعلیٰ روایات کے مطابق چلانا ہے، decorum کا بھی خیال رکھنا ہے، rules کا بھی خیال رکھنا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں اور ممبران کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے Rules of Procedure کے rule 120 میں ہے کہ:

120. **Amendment of Resolution.** After a Resolution has been moved, a member may, subject to these rules, move an amendment to the Resolution.

اب آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کے اندر یہ change آنی چاہئے تو 121 ہے۔

121. **Notice of amendment:** (1) If notice of an amendment has not been given two clear days before the day on which it is moved, a member may object to the moving of the amendment and thereupon the objection shall prevail…

ہم یہاں پر جب بات کرتے ہیں تو ہم اس کو circulate کر چکے ہوتے ہیں۔ یہ ہاؤس کی ملکیت ہے، اس میں اگر کوئی تبدیلی لے کر آنا چاہتے ہیں تو 120 اور 121 کو دیکھیں۔ میرے خیال میں objection کسی material بات پر ہونا چاہئے۔ If you want amendment in it تو اس کے لئے آپ کو نوٹس دینا پڑے گا اس لئے میں اس کو rule out کرتا ہوں۔

اب یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان سمجھتا ہے کہ گزشتہ برسوں میں خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ان واقعات میں اضافے کی ایک وجہ خواتین کو حاصل ان حقوق سے انکار ہے جن کی ضمانت مذہب اسلام نے دی ہے۔اسلام نے خواتین کو خلع، وراثت میں حصہ اپنے مالی معاملات میں خود مختاری اور بیوگی کی صورت میں ولی یا خاندان کی اجازت کے بغیر دوسری شادی جیسے حقوق سے نوازا ہے لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت، ریاست کے تمام ستونوں کو اس امر کا پابند کرے کہ وہ اسلام کے عطا کردہ ان حقوق پر عملدرآمد کو یقینی بنائے تاکہ خواتین کے خلاف ہونے والے تشدد کے واقعات کی روک تھام کی جا سکے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم دوسری قرارداد لیتے ہیں۔ یہ قرارداد مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے، ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اس قرارداد کو pending کر دیا جائے تو اس قرارداد کو اگلے Private Members' Day تک pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد تیسری قرارداد حاجی ذوالفقار علی صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

حاجی ذوالفقار علی: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ :

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چھوٹے اور بڑے شہروں کی تفریق کو ختم کرتے ہوئے تمام سرکاری ملازمین کو ایک جیسے الاؤنسز جو اس وقت صوبہ کے چند۔۔۔"

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! مجھے اس قرارداد سے اختلاف ہے۔ یہ شریعت کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا ایک procedure ہے۔اگر آپ کو اس کا درد تھا تو آپ اسمبلی بزنس کو پڑھا کریں اور اس کو دیکھ کر follow کیا کریں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔یہاں مولانا صاحب بھی بیٹھے ہیں۔اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ ولی یا خاندان کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کے حقوق سے نوازا

گیا ہے، اسلام نے نواز ہے۔ آپ اوپر پڑھیں۔ قانون شریعت اس چیز کی اجازت نہیں دیتا۔ "لانکاح الا بے ولی" ولی اور خاندان کی رضامندی کے بغیر کبھی نکاح کی اسلام نے اجازت نہیں دی۔

جناب سپیکر! اس میں کہا گیا ہے کہ "اسلام نے خواتین کو خلع، وراثت میں حصہ اپنے مالی معاملات میں خود مختاری" یہاں تک تو ٹھیک ہے اور آگے لکھا ہوا ہے کہ "ولی یا خاندان کی اجازت کے بغیر دوسری شادی جیسے حقوق سے نوازا ہے" یعنی اسلام نے نوازا ہے۔ میں اس بات سے اختلاف کرتا ہوں۔ یہ بات بالکل اسلام اور شریعت کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ جو بات کر رہے ہیں تو اسلام میں بڑا clear ہے کہ دوسری شادی کی اجازت۔۔۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن یہاں پر ولی اور خاندان کی رضامندی کے بغیر یہ معاشرہ بالکل آزاد ہو جائے گا اور ہم مادر پدر آزاد ہو جائیں گے۔ یہاں پر خاندان کا سسٹم بھی ختم، ولی کا سسٹم بھی ختم اور ماں باپ کا سسٹم بھی ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معذرت کے ساتھ آپ سے عرض کرتا ہوں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! آپ اسے منظور کریں یا نہ کریں لیکن میں اس پر اختلاف کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ نے اپنا اختلاف اپنے ووٹ کی صورت میں دے دیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ اب اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ حاجی ذالفقار علی صاحب! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

چھوٹے شہروں کے ملازمین کو بڑے شہروں کے ملازمین کے برابر الاؤنسز دینے کا مطالبہ

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چھوٹے اور بڑے شہروں کی تفریق کو ختم کرتے ہوئے تمام سرکاری ملازمین کو ایک جیسے الاؤنسز (جو اس وقت صوبہ کے چند بڑے شہروں میں تعینات ملازمین کو دیئے جا رہے ہیں) دیئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چھوٹے اور بڑے شہروں کی تفریق کو ختم کرتے ہوئے تمام سرکاری ملازمین کو ایک جیسے الاؤنسز (جو اس وقت صوبہ کے چند بڑے شہروں میں تعینات ملازمین کو دیئے جا رہے ہیں) دیئے جائیں۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حاجی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ دیہاتوں یا دوسرے علاقوں میں شہروں سے سرکاری ملازمین جاتے ہیں اور وہاں پر تعینات مقامی سرکاری ملازمین کی تعداد صرف پانچ فیصد ہوتی ہے اس لئے جب وہ یہاں سے جاتے ہیں تو وہاں پر انہیں سفری اور دوسرے اخراجات کرنے پڑتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ بڑے شہروں پر burden پڑ جاتا ہے کیونکہ ہر گاؤں میں ڈاکٹر، انجینئر یا کوئی پروفیسر ہو تو اُس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ شہر میں آئے جس کی وجہ سے وہ اپنے فرائض سے غفلت برتتے ہیں اور سیاستدان پر بھی burden پڑتا ہے اسی لئے اگر چھوٹے اور بڑے شہروں کے ملازمین کو الاؤنسز برابر دیئے جائیں گے تو وہ دُور دراز علاقوں میں جانے سے گریز نہیں کریں گے اور اپنی ڈیوٹی بھی احسن طریقے سے سرانجام دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے محرک نے یہ خود کہا ہے کہ آمدورفت کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں لہذا اس میں حکومت کا مؤقف یہ ہے کہ ہاؤس رینٹ الاؤنس مکان کے کرائے کے لئے دیا جاتا ہے نہ کہ دوسری ضروریات زندگی کے لئے دیا جاتا ہے۔ چونکہ بڑے شہروں میں مکان کے کرائے کی شرح چھوٹے شہروں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اس لئے سرکاری ملازمین کو بنیادی پیمانہ تنخواہ کا 45 فیصد بطور ہاؤس رینٹ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اسی تناظر میں چھوٹے شہروں میں تعینات سرکاری ملازمین کو بھی بنیادی پیمانہ تنخواہ کا 30 فیصد ہاؤس رینٹ دیا جاتا ہے۔ یہ پالیسی وفاقی حکومت کی جاری کردہ ہے اور حکومت پنجاب نے اسے باقی صوبوں کی طرح اپنایا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے شہروں میں مکان کا کرایہ دوسرے علاقوں یعنی چھوٹے شہروں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے اسی وجہ سے ہاؤس رینٹ الاؤنس کی شرح میں فرق ہے۔ اس وقت تمام سرکاری ملازمین 2008 کے مروجہ pay scales کے مطابق ہاؤس رینٹ الاؤنس لے رہے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب بھی pay scales revise ہوتے ہیں تو ہاؤس رینٹ الاؤنس کی شرح بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے یہ logical بات ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری چھوٹے شہروں سے مراد یہ ہے کہ اکثر بڑے شہروں سے لوگ دیہاتی علاقوں میں جاتے ہیں جس کا میں خود گواہ ہوں کہ اکثر اساتذہ 30/30 کلومیٹر تک سفر کر کے جاتے ہیں پھر وہ سیاستدانوں کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ ہمارے تبادلے کرائیں اور فلاں جگہ پر لے کر آئیں۔ جو سرکاری ملازمین دیہاتوں یا دُور دراز علاقوں میں کام کر رہے ہیں اگر انہیں سفری یا دوسرے الاؤنسز ملیں گے تو یہ burden ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ بجٹ میں اپنی تجاویز لے کر آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو ملازمین rural areas میں کام کرتے ہیں اُن کے لئے یہ علیحدہ سے Conveyance Allowance یا کسی Special Allowance کی بات کریں تو مناسب ہے لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ چھوٹے اور بڑے شہروں کے کرائے میں خاصا فرق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بھی یہی بات کر رہا ہوں کہ آپ بجٹ میں یہ تجاویز لے کر آئیں کہ اُن کا conveyance allowance بڑھایا جائے اور کسی special fund کا اعلان کیا جائے لیکن قرارداد میں یہ بات مناسب نہیں ہے۔ بجائے ووٹنگ کے آپ اس قرارداد کو واپس لے لیں اور بجٹ تجاویز میں لے کر آئیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب! کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کو واپس لے لوں؟

حاجی ذوالفقار علی: جی، میں withdraw کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ قرارداد withdraw کر لی گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میں نے یہ کہا تھا کہ قراردادیں ختم کرنے کے بعد ٹائم دوں گا۔ باقی صرف دو قراردادیں رہ گئی ہیں پھر میں سب کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دیتا ہوں۔ اگلی قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

وفاقی حکومت کی طرح صوبائی حکومت بھی اپنے ملازمین کی سپیشل پے اور الاؤنسز کو دُگنا کرے

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے میمورنڈم نمبر F.1(1)Imp/2010-624 مورخہ 5۔ جولائی 2010 کے ذریعے اپنے ملازمین کی special pay and allowances کے موجودہ ریٹ بڑھا کر دُگنا کر دیئے ہیں، صوبائی حکومت بھی اپنے ملازمین کی special pay and allowances کے موجودہ ریٹ بڑھا کر دُگنا کرنے کے فوری احکامات صادر کرے تاکہ ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی ختم ہو سکے اور صوبائی ملازمین کو اس مہنگائی کے دور میں وفاقی ملازمین کی طرح relief مل سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے میمورنڈم نمبر F.1(1)Imp/2010-624 مورخہ 5۔جولائی 2010 کے ذریعے اپنے ملازمین کی special pay and allowances کے موجودہ ریٹ بڑھاکر دُگنا کر دیئے ہیں،صوبائی حکومت بھی اپنے ملازمین کی special pay and allowances کے موجودہ ریٹ بڑھاکر دُگنا کرنے کے فوری احکامات صادر کرے تاکہ ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی ختم ہوسکے اور صوبائی ملازمین کو اس مہنگائی کے دور میں وفاقی ملازمین کی طرح relief مل سکے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے پرسنل اسسٹنٹ کا الاؤنس -/160 روپے سے بڑھاکر -/200 روپے کر دیا ہے اور پرائیویٹ سیکرٹری کا -/300 روپے سے بڑھاکر -/500 روپے کر دیا ہے۔ وفاقی حکومت کے علاوہ تینوں صوبوں میں بھی اسی ریٹ سے ان چھوٹے ملازمین کو الاؤنسز دیئے جا رہے ہیں۔ میں اپنے وزیر قانون سے بھی یہ استدعا کروں گا کہ اس قرارداد کی مخالفت کرنے کی بجائے اس کو پاس کریں تاکہ سرکاری ملازمین کے special pay and allowances کا فوری طور پر notification جاری ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے چھوٹے گریڈ ایک تا پندرہ کے ملازمین کو سو فیصد اضافہ دیا ہے۔ اس حوالے سے مؤقف یہ ہے کہ صوبائی حکومت نے حالیہ بجٹ 11-2010 میں اپنے تمام سرکاری ملازمین کو اُن کی بنیادی تنخواہوں کا پچاس فیصد ایڈہاک ریلیف الاؤنس مورخہ 2010-07-01 سے دے دیا ہے اس کے علاوہ گریڈ ایک تا پندرہ تک کے ملازمین کے میڈیکل الاؤنس میں سو فیصد اضافہ کیا ہے۔ مزید برآں گریڈ 16 سے زائد کے ملازمین کے لئے بنیادی تنخواہ کا پندرہ فیصد بطور میڈیکل الاؤنس دے دیا ہے۔ مجوزہ اضافے سے سرکاری ملازمین کی مالی مشکلات

میں کافی حد تک کمی ہوئی ہے۔ اس میں grade wise حکومت پنجاب نے اضافہ کیا ہے تاکہ low paid کو زیادہ فائدہ پہنچے اور high level کے ملازمین کو اُن سے قدرے کم رکھا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے میمورنڈم نمبر F.1(1)Imp/2010-624 مورخہ 5۔ جولائی 2010 کے ذریعے اپنے ملازمین کی special pay and allowances کے موجودہ ریٹ بڑھا کر دُگنا کر دیئے ہیں، صوبائی حکومت بھی اپنے ملازمین کی special pay and allowances کے موجودہ ریٹ بڑھا کر دُگنا کرنے کے فوری احکامات صادر کرے تاکہ ملازمین میں پائی جانے والی بے چینی ختم ہو سکے اور صوبائی ملازمین کو اس مہنگائی کے دور میں وفاقی ملازمین کی طرح relief مل سکے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچویں قرارداد الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چنیوٹ ساڑ مراد والہ روڈ جو ساہیانوالہ انٹر چینج سے link کرتا ہے اس روڈ کو فی الفور تعمیر کیا جائے تاکہ کاشتکار اپنی فصلیں آسانی کے ساتھ منڈیوں تک پہنچا سکیں اور سکولز و کالجز کے طلباء و طالبات بروقت تعلیمی اداروں میں پہنچ سکیں"۔

جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ:

"اس لوکل روڈ کو مفاد عامہ کے لئے پنجاب ہائی وے کے سپرد کیا جائے تاکہ دیکھ بھال اچھی ہو سکے۔"

سردار خالد سلیم بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ چوتھی قرارداد پر "ہاں" والے زیادہ ہیں اور "ناں" والے کم ہیں اس لئے اس پر دوبارہ voting کرائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ اسے چیلنج کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Chair کی ruling کے بعد وہ چیلنج نہیں ہو سکتی۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! Rules میں ہے کہ جب آپ کے خیال کو چیلنج کیا جائے گا تو اس پر ووٹنگ کرائی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج صبح جب House شروع ہوا تو مجھے آپ کی آواز یہاں پر آ رہی تھی جو آپ بات کر رہے تھے کہ آپ نے Question Hour بعد میں کس طرح take up کر لیا ہے؟ ہم نے آج تک اس اسمبلی، اس سے پچھلی اسمبلی یا دنیا کی کسی بھی اسمبلی کے precedents پڑھے ہیں تو آپ جب تک Chair کی proper respect نہیں کریں گے اور جب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ Chair impartial چل رہی ہے اور صحیح طور پر Custodian of the House کا role play کر رہی ہے تو پھر آپ نے ایک عزت اور grace اس Chair کو show کرنی ہے۔ اب یہاں پر بہت سے سوالات ایسے ہی Chair کے اوپر شروع ہو جاتے ہیں کہ "میں نہیں مانتا"۔ یہ "کس طرح ہو گیا" اور "یہ کیا ہو گیا"؟ حالانکہ Chair ہمیشہ decorum of the House کا خیال رکھتی ہے اور Chair نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ سب ممبران کی عزت اور ان کے استحقاق پر کوئی بات نہ آئے۔ نوانی صاحب! آپ ماشاء اللہ اتنے سینئر ممبر ہیں تو ہمیں اپنے رویوں میں آنے والی تبدیلی پر بھی غور کرنا ہے کہ ہم ذرا ٹھنڈے دل کے ساتھ اس ایوان کی اعلیٰ روایات کو لے کر آگے چلیں۔ جب ایک چیز rules میں بھی لکھ دی گئی ہے کہ سپیکر کا فیصلہ یعنی Speaker is right تو اس right اور grace کو جب آپ اس طرح اٹھ کر چیلنج کرنا شروع کر دیں گے جو ہمیشہ Chair کو show کی جاتی رہی ہے تو پھر اس House کی functioning پر ایک بہت بڑا question mark آ جائے گا۔ ابھی ہونے والی voting پر مجھے کسی نے نہیں کہا تھا بلکہ میں نے خود دوبارہ کہا کہ آواز ٹھیک نہیں آئی ہے اور میں نے کہا کہ دوبارہ کریں اور اس کے مطابق مجھے بڑا clear سا لگا جس کے مطابق میں نے فیصلہ کیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے جو فرمایا بالکل ہر ممبر اس پر عمل درآمد کرتا ہے اور اسے کرنا بھی چاہئے لیکن جب بھی آپ question put کرتے ہیں اور اس پر "ہاں" اور "ناں" میں جواب آتا ہے تو اگر کوئی ممبر اسے چیلنج کرتا ہے تو آپ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔ آپ یہ نہیں کہتے کہ "یہ فیصلہ ہے"۔ میرے خیال میں اور اس House میں ہمیشہ یہ کئی دفعہ ہوا ہے کہ جو آپ نے "ہاں" والوں کے حق میں فیصلہ دیا ہے تو یہ "ناں" والوں کے حق میں فیصلہ جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ "ناں" والوں کے حق میں فیصلہ کریں لیکن یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے کہ اگر کسی کے خیال میں وہ فیصلہ ہے اور اگر اسے چیلنج کیا جاتا ہے تو وہ rules میں لکھا ہوا ہے کہ اس پر ووٹنگ ہو گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات آپ نے کہا کہ میں صبح Question Hour کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر کرنے والا تھا تو 42 rules کے تحت تلاوت کے بعد پہلا ایک گھنٹہ Question Hour کے لئے ہے جبکہ جن ایام میں Question Hour نہیں ہو گا وہ بھی لکھے ہوئے ہیں کہ بجٹ، بحث، سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے الیکشن اور vote of confidence وغیرہ۔ اگر Regular کارروائی کو ختم کرنا ہے تو اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ اس کے لئے motion put ہو گی اور rule 234 کے تحت وہ question before the House put ہوگا جس پر voting ہو گی۔ اگر voting "ہاں" میں آ گئی تو وہ business suspending ہو جائے گا اور اس کے بعد further کارروائی عمل میں لائی جا سکے گی لیکن کہیں بھی سپیکر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ rules معطل کرنے کی کوئی کارروائی نہ ہو اور اسی طرح زبانی کہہ دیا جائے اور اس پر عملدرآمد ہو جائے کیونکہ ہر بات کی ایک کارروائی ہے۔ اگر ہم اس کے تحت نہیں چلیں گے تو پھر ہم کس طریقے سے لوگوں کو کہتے ہیں کہ وہ اپنے Rules of Procedure کے تحت چلیں۔ میں اس Chair کی dignity کو چیلنج نہیں کر رہا بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ ہر کام rules کے تحت ہو۔ اگر Question Hour pending کرنا ہے یا آگے کرنا ہے تو لاء منسٹر motion move کریں اور آپ اسے House کے سامنے put کریں۔ اگر House کی اکثریت رائے دے کہ ٹھیک ہے ہم اس پر اتفاق کرتے ہیں یا اس کو نہ لیا جائے یا آگے کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس طرح کہنے سے نہیں ہوتا۔ میں اور آپ rules کے پابند ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آپ نے اپنا point رجسٹرڈ کروا دیا ہے تو عرض یہ ہے کہ جب ہم قرارداد پر voting کرواتے ہیں اور اس پر جب ہم پہلی دفعہ بات کرتے ہیں یا سپیکر بات کرتا ہے تو جب وہ

House سے پوچھتا ہے کہ "ہاں" یا "ناں" ہے تو پہلی دفعہ یہ ہوتا ہے کہ "میرے خیال میں فیصلہ "ہاں" یا "ناں" والوں کے حق میں ہے"۔ یہ بات کہے کہ وہ "خیال ہے" پھر اس کے بعد فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے اور اس کے بعد قرارداد منظور ہوئی۔ خیال پہلی دفعہ ہے جس کی logic یہ ہے کہ آپ وہاں پر چیلنج کر سکتے ہیں۔ اب اس پر voting کے بعد سپیکر اپنی ruling دیتا ہے کہ جب خیال تھا تو خیال پر چیلنج نہیں ہوا اور اس کے بعد جب کر دیا تو اس پر ہوا۔

جناب سپیکر! دوسری میری عرض یہ ہے کہ rules اس لئے ہوتے ہیں کہ ہم ان کی ہمیشہ پابندی کریں، انہیں توڑنا نہیں چاہئے اور rules کس لئے ہوتے ہیں؟ ہم نے ایک اچھی روایت ڈالی کہ House کو وقت پر شروع کرتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ بڑا commendable ہے کہ ہمیں اسے کرنا چاہئے۔ آج بھی سپیکر صاحب موجود تھے اور 10 بجے ہم نے House شروع کرنا تھا۔ میں مثال دیتا ہوں کہ آج صبح پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا فون آیا کہ ان کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور وہ آدھا گھنٹہ late ہو جائیں گے۔ ہم نے 15 منٹ انتظار کیا اور پھر فون کیا تو پتا چلا کہ وہ مزید late ہیں۔ لاء منسٹر صاحب سے بات ہوئی اور لاء منسٹر صاحب on behalf of treasury benches بات کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ایسے کریں کہ with the consent of the Chair and consent of the House ہم اپنے House کا consent دے رہے ہیں تو آپ پہلے دوسرا business take up کر لیں اور in the meanwhile جب پارلیمانی سیکرٹری صاحب آ جائیں تو ہم پہلے والی کارروائی شروع کر دیں گے۔ اب اس میں فائدہ کس کا ہوا؟ ہم نے کہا کہ ہم House کو in time شروع کریں گے اور وقت پر ختم کریں گے تو میرا خیال ہے کہ ہم House کو اچھی روایات کے ساتھ آگے لے کر جا رہے ہیں جسے آپ کو appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے کہا کہ ہم اچھی روایات قائم کر رہے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کسی کے کہنے یا consent سے House کی consent نہیں آ جاتی بلکہ اس کا House میں ایک طریق کار ہے۔ اگر آپ اس طریق کار کے مطابق نہیں چلیں گے تو یہ بالکل غلط ہے۔ صبح جو ہوا وہ غلط ہے اور آپ اس پر پھر غور کر لیں۔ پہلے جو آپ نے فرمایا تو آپ کی بات بالکل صحیح ہے کہ جب آپ نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔ اس وقت چیلنج ہونا چاہئے بالکل آپ کی بات ٹھیک کہ ہونا بھی اس وقت چاہئے تھا۔ جب آپ نے فیصلہ کر دیا تو اس وقت اسے چیلنج کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے لیکن میں اپنے پہلے point پر insist بھی کرتا ہوں اور میں اپنے خیال

کے مطابق اسے valid سمجھتا ہوں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ لاء منسٹر صاحب بالکل حکومت کی نمائندگی کرتے ہیں لیکن پورے House کی نمائندگی وہ اس وقت کریں گے جب اس طریق کار کے مطابق چلیں گے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آپ بات بالکل ٹھیک کر رہے ہیں مجھے صرف ایک بات کا جواب دے دیں۔ میں آپ سے معذرت کے ساتھ یہ پوچھتا ہوں کہ صبح جس وقت یہ کارروائی ہوئی آپ ہاؤس میں موجود تھے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس وقت بیٹھا دیکھ رہا تھا۔

جناب سعید اکبر خان: یہ تو question ہی نہیں ہے کہ سعید اکبر تھا یا نہیں تھا، question یہ ہے کہ کارروائی rules کے مطابق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! میں آپ کی personal بات نہیں کر رہا ہوں، میں نے یہ بات اس لئے کی ہے کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو انہوں نے "ہاں اور "ناں" کی بات کی ہے تو جب Chair اپنا فیصلہ دہرائے اس سے پہلے چیلنج ہوتا ہے، یہ متعدد بار ہوا ہے کہ چیلنج ہوا اور جب چیلنج ہو تو اس میں counting بھی ہو جاتی ہے۔اب معاملہ یہ ہے کہ یہ ایک قرارداد ہے، یہ Private Members' Day ہے اور یہ کوئی legislation تو ہے نہیں۔ قرارداد کی value ایک recommendatory ہوتی ہے اور یہ کوئی binding نہیں ہے۔اس میں کوئی اتنا بڑا معاملہ نہیں ہے کہ اسے favour دینے والی بات ہو۔پہلی بات تو یہ ہے کہ ہاؤس کی proceeding کو کوئی بھی ممبر چیلنج نہیں کر سکتا۔ یہ ہاؤس کی اُس proceedings کی بات کر رہے ہیں جو ہو چکی ہے۔ یا تو اُس وقت یہ خود موجود ہوتے اور اُس وقت اِس objection کو raise کرتے۔ جب میں نے ایک معاملہ Chair کے سامنے raise کیا کہ یہ صورتحال ہو گئی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب پندرہ بیس منٹ کے لئے late ہیں۔اس کو جب Chair نے accept کیا تو ہاؤس میں سے کسی بھی ممبر نے اٹھ کر object نہیں کیا۔

ہاؤس کی implied sense ہاؤس کی ہی sense ہے اور ہاؤس کی sense کے مطابق ہی سپیکر صاحب نے کارروائی کا آغاز کیا تھا۔ Question Hour ہو چکا، Adjournment Motions ہو چکیں، Privilege Motions ہو چکی ہیں اور یہ تمام proceedings ہو چکی ہیں اب اس کو اس طرح سے چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ پنچائیت کا فیصلہ تو ہو سکتا ہے لیکن قانون کا فیصلہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو قانون کا فیصلہ بھی سنا دیتا ہوں۔ جب ہم بات کرتے ہیں کہ ہم نے ہاؤس کو rules کے مطابق چلانا ہے تو Validity of proceedings رول 233 کو پڑھ لیں۔

> The validity of the proceedings of the Assembly shall not be called in question on the ground of any irregularity of procedure.

اب میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جب آپ ہر بات on the floor of the House کرتے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نوانی صاحب کو کہیں کہ اس rule کو ذرا یہ خود پڑھ کر سنا دیں اور پھر اس کے بعد بتائیں کہ پنچائیت کی بات وہ کر رہے تھے یا ادھر سے ہو رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ اس کو personal نہ لے کر جائیں کیونکہ ہم نے rules اور روایات کی بات کرنی ہے۔ نوانی صاحب! اس میں سب سے best بات یہ ہے کہ سپیکر صاحب نے فیصلہ اس ہاؤس کے interest میں کیا ہے اس لئے ہم نے اس چیز کو دیکھنا ہے، ہم نے اس spirit کو دیکھنا ہے اور ان رویّوں کو زندہ رکھنا ہے جو اس اسمبلی میں ہمیشہ رہے ہیں۔ ہم نے tolerance کے ساتھ چلنا ہے اور Chair کی عزت کو برقرار رکھنا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ چنیوٹی صاحب! آپ دوبارہ اپنی قرارداد پیش کر دیں۔

چنیوٹ ساڑمرادوالہ روڈکو جلدازجلد تعمیر کرنے کا مطالبہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چنیوٹ ساڑمرادوالہ روڈ جو ساہیانوالہ انٹر چینج سے لنک کرتا ہے اس روڈ کو فی الفور تعمیر کیا جائے تاکہ کاشتکار اپنی فصلیں آسانی کے ساتھ منڈیوں تک پہنچا سکیں اور سکولز و کالجز کے طلباء وطالبات بروقت تعلیمی اداروں میں پہنچ سکیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چنیوٹ ساڑمرادوالہ روڈ جو ساہیانوالہ انٹر چینج سے لنک کرتا ہے اس روڈ کو فی الفور تعمیر کیا جائے تاکہ کاشتکار اپنی فصلیں آسانی کے ساتھ منڈیوں تک پہنچا سکیں اور سکولز و کالجز کے طلباء وطالبات بروقت تعلیمی اداروں میں پہنچ سکیں۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ چنیوٹ ساڑمرادوالہ روڈ جو ساہیانوالہ انٹر چینج سے لنک کرتا ہے اس روڈ کو فی الفور تعمیر کیا جائے تاکہ کاشتکار اپنی فصلیں آسانی کے ساتھ منڈیوں تک پہنچا سکیں اور سکولز و کالجز کے طلباء وطالبات بروقت تعلیمی اداروں میں پہنچ سکیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جو دوست پوائنٹ آف آرڈر پر تھے میں نے ان کے نام نوٹ کر لئے ہیں میں اسی حساب سے بات کرنے کا موقع دیتا رہوں گا۔پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں نے ایک چھوٹی سی بات توجہ دلانے کے لئے عرض کرنی ہے۔کافی دنوں سے ملتان روڈ کی تعمیر کے بارے میں ایوانوں میں اور باہر بھی بازگشت ہے جو لوگوں کے لئے بھی inconvenience ہے۔چونکہ وہ widening of the road ہے، اس کی compensation اور demolishing کے کچھ اور مسائل بھی ہیں۔غالباً آپس میں coordination نہ ہونے کی بناء پر ان کی ریلیاں بھی یہاں آتی رہی ہیں اور اس سلسلے میں شنوائی

نہ ہونے پر ایک شخص نے اپنے آپ کو آگ بھی لگا لی ہے۔ اخبار کی یہ خبر میں آپ کی نذر کرتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ یہاں پر اخبار لانا منع ہے لیکن میں یہ cutting کے لئے لایا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک شخص نے وہاں پر discrimination سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو آگ لگائی ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ حکومت اس پر ہمدردانہ غور کرے، compensation اور demolishing کے اندر discrimination نہیں ہونی چاہئے۔ شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

این ایف سی ایوارڈ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے یہ بات ہاؤس میں اٹھانے سے پہلے اسے Business Advisory Committee میں بھی پیش کرنے کی کوشش کی، آپ سے بات کی، سپیکر صاحب سے بات کی، لاء منسٹر صاحب سے بات کی اور فنانس منسٹر صاحب سے بھی بات کی۔ اس ہاؤس میں ایک constitutional violation ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! لغاری صاحب constitutional violation کی بات کر رہے ہیں، ذرا سن لیجئے گا اور اسے میں بھی دیکھ لیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! National Finance Commission کا اعلان پچھلے سال دسمبر میں ہوا تھا اور اب پورا سال ہونے والا ہے۔ صدر صاحب نے میرے خیال میں فروری یا مارچ میں اس پر دستخط کئے تھے۔ Constitution کا آرٹیکل 160(5) کہتا ہے کہ:

> The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies.

ہماری اسمبلی میں یہ layنہیں کیا گیا۔اس کے ساتھ ہی 3(b) ہے

The Federal Finance Minister and the Provincial Finance Ministers shall monitor the implementation of the Award by annually and lay their reports before both Houses of Majlis-e-Shoora and the Provincial Assemblies.

سال میں دو دفعہ اس کی implementation کی رپورٹ پیش کرنی ہوتی ہے اور اس کو یہاں بھی پیش کرنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ فنانس منسٹر یہاں پر موجود نہیں ہیں چونکہ یہ معاملہ ان سے relatedہے تو کل ان سے respondکروالیں گے۔ میں فنانس منسٹر صاحب کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ کل respondکریں، یہ آپ کا valid pointہے۔جی، ثناء اللہ خان مستی خیل!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایک اہم مسئلے پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔2004-05 سے undevelopedاضلاع میں ایم بی بی ایس کے admission کا مسئلہ ہے۔یہاں لاء منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور اس سلسلے میں، میں نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ مہربانی فرما کر اس کو priority basis پر take upکیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! یہ مسئلہ آپ Business Advisory Committee میں لے کر جائیں کیونکہ ہم نے تحاریک کو out of turn لینے کا decisionکر لیا ہے۔اگر کوئی ممبر اپنی تحریک out of turnلانا چاہتا ہے تو اُس کی اجازت تمام پارلیمانی headsدیں گے اور فیصلہ کریں گے اس لئے آپ یہ مسئلہ وہاں لے جائیں، ان سے بات کر لیں اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد خان کاہلوں: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سرگودھا میں law & order کی صورتحال پر بات کرنا چاہوں گا۔ سرگودھا میں ایک ہفتہ کے دوران تقریباً ایک درجن سے زیادہ ڈکیتیاں ہوئیں اور دن کے 12 بجے بنک ڈکیتیاں ہوئیں ان میں پانچ آدمی قتل ہوئے۔آج تک انتظامیہ اور حکومت پنجاب نے ان murdered لوگوں کے ورثاء کو compensate کیا اور نہ ہی ابھی تک

پولیس نے کسی رہزن یا کسی ڈکیت کو گرفتار کیا اور اس وقت تمام مقدمات لوکل تھانوں میں موجود ہیں۔ میری آپ کے توسط سے حکومت پنجاب اور انتظامیہ سے درخواست ہے کہ اس پر action لیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا اپنا بڑا بھائی جو پرسوں رات اسلام آباد سے لاہور آرہا تھا تو اس کو راستے میں ڈکیتوں نے روک کر اس سے تمام رقم اور نقدی سامان وغیرہ بھی چھین لیا۔ یہ پوزیشن ایک ہفتہ سے چل رہی ہے، سرگودھا میں جو ڈکیتیاں یا رہزنی ہو رہی ہے اس پر ابھی تک لوکل انتظامیہ نے کوئی action لیا ہے اور نہ ہی حکومت پنجاب نے ابھی تک کوئی نوٹس لیا ہے۔ اس وقت جو پوزیشن بن چکی ہے اس کو کنٹرول کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔ ڈاکٹر زمرد یاسمین صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اکیسویں اجلاس کے دوران جو مسئلہ درپیش ہوا تھا یعنی باہر طلباء کا احتجاج ہوا تھا تو اس سلسلے میں، میں نے آپ سے درخواست کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ مسئلہ تو حل ہو گیا ہے۔ میں آپ کی اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کی بھی خصوصی طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے ذاتی طور پر دلچسپی لی۔ میں ایک گزارش آپ سے اور کرنا چاہ رہی ہوں کہ دہشت گردی ہمارے ملک کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ یہاں پر daily protest ہو رہا ہے اور اگر روزانہ نہیں تو اسمبلی کے سیشن کے دوران ضرور ہو رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اب ہماری پنجاب پولیس اور جو اسمبلی کے سکیورٹی والے ہیں وہ بھی یقیناً اپنا role play کر رہے ہوتے ہیں۔ پنجاب پولیس کے علاوہ جو اسمبلی کی پولیس ہے چونکہ نام ہی اس کا اسمبلی کی پولیس ہے تو وہ بہت زیادہ own کرتے ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی آپ نے دیکھا کہ اسی protest کے دوران ہماری اسمبلی کی پولیس کے ایک جوان کا facture بھی ہو گیا تھا تو میں گزارش یہ کرنا چاہ رہی تھی چونکہ یہ لوگ فرنٹ پر ہمیشہ اپنا کردار ادا کرتے ہیں تو جیسے باقی forces کو Risk Allowance دیا جاتا ہے تو میری گزارش ہے کہ ان لوگوں کو بھی Risk Allowance دیا جائے کیونکہ چراغ تلے اندھیرا تو نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی آپ کے توسط سے متعلقہ منسٹر اور ہاؤس کی توجہ بھی اس واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ واقعہ یوں ہے کہ آج صبح میں فیصل آباد سے آرہا تھا جب تھانہ کوٹ عبدالمالک کے قریب پہنچا تو وہاں پر لاہور

شیخوپورہ روڈ دونوں طرف سے بلاک تھی اور گاڑیوں کی لمبی لائنیں لگی ہوئی تھیں۔ میں نے نیچے اتر کر پتا کیا تو وہاں پر مقامی لوگوں نے ایک dead body رکھ کر سڑک کو بلاک کیا ہوا تھا۔ سڑک سوا گیارہ بجے تک بلاک رہی اور میلوں لمبی لائنیں لگی رہیں۔ ایسے وقوعے ہوتے رہتے ہیں لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ تھانہ کوٹ عبدالمالک کے سامنے ہوا اور پولیس کا کوئی بھی فرد وہاں پر موجود نہیں تھا۔ جب میں وہاں پر پہنچا تو عوام نے گاڑی پر ایم پی اے کی نمبر پلیٹ دیکھ کر گاڑی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی لیکن وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ وہاں پر میں ڈھونڈتا رہا کہ کوئی پولیس والا مل جائے لیکن وہ مل سکا اور نہ ہی مقامی انتظامیہ تھی، سوا گیارہ بجے پولیس پہنچی۔ 10 بجے وہاں پر میڈیا والے پہنچ گئے تھے۔

جناب سپیکر! میڈیا والے اپنی مصروفیات کے باوجود جو ایسے واقعہ کے لئے تیار نہیں ہوتے تو وہ بھی تیار ہو کر وہاں پر پہنچ گئے کیونکہ تھانے کے سامنے وقوعہ ہوا، تھانے کے آدمی موجود نہیں تھے اور یہ بڑی تشویشناک بات ہے کیونکہ اسی وجہ سے جب بھی کسی فرد کا یا کسی خاندان کا یا کسی علاقے میں نقصان ہوتا ہے تو لوگ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر سڑک بلاک کر دیتے ہیں یا توڑ پھوڑ شروع کر دیتے ہیں یا گھیراؤ جلاؤ شروع کر دیتے ہیں۔ اگر مقامی انتظامیہ اور پولیس موقع پر پہنچ جائے تو نقصان سے بچا جا سکتا ہے اس کے لئے میری گزارش ہے کہ فوری طور پر وزیر موصوف اس کی انکوائری کرائیں کہ وہاں پر مقامی انتظامیہ اتنی لیٹ کیوں پہنچی اور اگر وقت پر پہنچ جاتی تو جو میلوں لمبی لائن تھی، شیخوپورہ لاہور روڈ main road ہے، اس کے دونوں اطراف بلاک تھے تو اس سلسلے میں جو نقصان ہوا اس سے بچا جا سکتا تھا۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ خواجہ اسلام صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں آج یہاں پر خادم اعلیٰ پنجاب۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں نے جو درخواست کی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ on the floor of the House کوئی بات کرتے ہیں وہ note ہو جاتی ہے۔ لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ بعد میں اس پر respond کریں گے۔

فیصل آباد کے لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے پر وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین کا پیش کیا جانا

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت پر ہمارے فیصل آباد میں رجسٹریوں کو computerized کیا گیا ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف لینڈ مافیا بلکہ قبضہ مافیا اور رجسٹریوں، انتقالات کی آڑ میں جتنی بھی جعل سازی ہوتی تھی وہ اللہ کے فضل سے آج رُک چکی ہے۔ فیصل آباد میں ہماری اڑھائی سو سے تین سو رجسٹریاں روزانہ ہوتی تھیں، اس کے علاوہ مختار نامے علیحدہ ہوتے تھے۔ اس میں بیرون ملک جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان کے ساتھ جو زیادتیاں ہوتی تھیں، ان کے ساتھ جو ظلم ہوتا تھا اس سے فیصل آباد آج بڑا شفاف ہو گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج فیصل آباد میں اس قسم کی جعلسازی اللہ کے فضل سے نہیں ہو سکتی تو میرا یہاں ہاؤس میں بات کرنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ دوسرے اضلاع بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اپنے ضلعوں میں اس سسٹم کو رائج کریں۔ یہ سسٹم اگر پورے پنجاب میں نہیں بلکہ پورے پاکستان میں آ گیا تو پاکستان میں جتنی جعلسازی ہوتی ہے، جتنا فراڈ ہوتا ہے اور جتنا لینڈ مافیا اس سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ اس سے اجتناب کرے گا۔ میں اسی بات پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں اور دوسرے اضلاع والوں کو بھی یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنے اپنے ضلعوں میں جا کر اس سسٹم کو رائج کروائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! بڑی اچھی بات ہے لیکن باقی جگہوں پر بھی اس کو لاگو کروائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو بات خواجہ صاحب نے کی ہے در اصل اس میں بنیادی طور پر قابل ستائش اور appreciation کے مستحق دو آفیسرز ہیں جن میں نسیم صادق صاحب "ڈی سی او" فیصل آباد اور لیاقت علی چٹھہ صاحب "ای ڈی او آر" فیصل آباد ہیں ان دونوں افسران نے اس پر initiative لیا اور اس کے بعد پھر انہوں نے گورنمنٹ سے اجازت لی تو گورنمنٹ اور چیف منسٹر صاحب کی طرف سے ان کو اجازت ملی کہ آپ اس کو ایک پراجیکٹ کے طور پر practical form میں لے کر آئیں اور اگر یہ کامیاب رہا تو پھر ہم اس کو دوسرے اضلاع میں بھی نافذ کریں گے۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں آفیسران کا یہ قابل ستائش کارنامہ ہے اور انہیں اس بات پر appreciation ملنا چاہئے کہ انہوں نے اپنی vision میں یہ بات سوچی اور اس کے بعد انہوں نے باقاعدہ وہاں پر اس کو practical form میں نافذ کیا۔ اس سے یقیناً دو طبقے ایک پٹواری طبقہ اور

ایک رجسٹری محرر طبقہ کی آپ سمجھ لیں کہ وفات ہو چکی ہے۔اب حالت یہ ہے کہ وہاں پر ایک ایک رجسٹری پر محرر اتنا طاقتور تھا کہ وہ اتنی سفارشیں لیتا تھا اور اسی طرح سے پٹواری کا بھی یہی کام تھا۔اب یہ معاملہ فیصل آباد میں کامیابی سے چل رہا ہے۔میری چیف منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے۔اس کی ایک presentation and briefing لے کر انشاءاللہ تعالیٰ اس سسٹم کو ہم پورے پنجاب میں اور ترجیحی بنیادوں پر بڑے ضلعوں میں نافذ کریں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ایک پٹواری مافیا اور رجسٹری محرر مافیا سے نجات ملے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،رائے صاحب!

اسلحہ لائسنس کے طریق کار کو آسان بنانے کا مطالبہ

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! اسلحہ لائسنس کے بارے میں پنجاب میں ڈی سی او کو جو powers دی گئی ہیں اس طریق کار کو آسان بنانے کے لئے میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ پنجاب بلکہ پورے ملک میں امن عامہ کی صورتحال خراب ہے اس لئے ہر قومی شناختی کارڈ رکھنے والے شخص کو قومی شناختی کارڈ پر ہی اسلحہ لائسنس دے دیا جائے چونکہ criminal لوگوں کے پاس تو prohibited bore کا بہت زیادہ اسلحہ موجود ہے لیکن self protection کے لئے شریف شہریوں کو NPB(non) prohibited bore کا لائسنس بنوانے کے لئے بھی NTN نمبر اور ٹیکس کی رسیدیں وغیرہ کے لئے بھی بار بار چکر لگانے پڑتے ہیں تو میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ آپ شناختی کارڈ کی کاپی پر ایک شریف شہری کو کم از کم پولیس رپورٹ پر لائسنس جاری نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی چھوٹے زمیندار کو ضرورت ہوتی ہے،مزدور کو ضرورت ہوتی ہے،کسان کو ضرورت ہوتی ہے ان کا N.T.N نمبر تو ہوتا نہیں اور ان کی جو آبیانہ وغیرہ کی رسیدیں ہیں وہ بھی ڈی سی او صاحبان قبول نہیں کرتے تو میری لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ صرف پولیس رپورٹ پر نہ ہو اگر اس کا کردار اچھا ہے،وہ ریکارڈ یافتہ نہیں ہے،criminal نہیں ہے تو اس کو اسلحہ لائسنس جاری کرنا چاہئے اور یہ طریق کار آسان بنانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ،اس کو دیکھتے ہیں۔لاء منسٹر صاحب ویسے یہ ایک بات ہے کہ اب ہر ایک کا تو N.T.N نمبر نہیں ہوتا،ہونا تو چاہئے۔میرا خیال ہے کہ اس طرح سے کوشش کی جا رہی ہے کہ سب کو tax net میں لایا جائے۔آپ اس پر کیا کہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ویسے بنیادی ضرورت تو یہی ہے کہ شناختی کارڈ ہو اور اس کے بعد NTN نمبر ہو اور ساتھ یہ ہے کہ پولیس رپورٹ ہو۔ اگر اس کو as a freight نافذ کیا جائے گا تو اس کے misuse ہونے کا بھی احتمال ہے تو اس لئے requirements یہی ہیں اس میں تھوڑی سی تعداد کی جو limitation ہے وہ اس لئے ہے تاکہ یہ معاملہ ایک level پر رہے۔ اب اگر آپ اس طرح سے یعنی as a freight کریں گے تو پھر کروڑوں لاکھوں لوگوں کا right بنے گا اور اسلحے کا بزنس بہت زیادہ dimensions پر جائے گا۔ اس سے سمگلنگ شروع ہو گی اور دوسری قباحتیں پیدا ہوں گی تو اس لئے limited numbers رکھتے ہوئے ان لوگوں کو جن کے پاس یہ تینوں چیزیں ہیں انہیں لائسنس دیئے جا رہے ہیں اور ملنے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو ابھی floor دیتا ہوں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میری اتنی سی request ہے کہ یا تو صوبہ کو بالکل اسلحہ سے پاک کر دیا جائے اور criminal لوگوں کے پاس بھی اسلحہ نہ ہو یا کم از کم اراکین پارلیمنٹ کی recommendation پر کریں یا متعلقہ پولیس جنہیں سزا یافتہ یا ریکارڈ یافتہ declare نہ کریں ان کا تو بننا چاہئے یہ ٹیکس رسیدوں والا معاملہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ issue ایسا ہے کہ اسے صرف پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں اُٹھانا چاہئے۔ آپ متعلقہ قواعد کو دیکھتے ہوئے اس کے مطابق کچھ لے کر آئیں پھر اس کو دیکھتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔ جی!

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے ابھی ایک بات نوٹ کی ہے کہ جو پوائنٹ آف آرڈر Private Members' Day پر اٹھائے جاتے ہیں ان کے پیچھے کوئی مقصد ہوتا ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور یہاں بیٹھے ہیں۔ اعجاز احمد کاہلوں صاحب نے جس پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی اس پر نہ تو آپ نے ان کا کوئی consent لیا اور نہ ہی اس پر اپنی کوئی ruling دی۔

Private Members' Day والے دِن ہم جو بات کرتے ہیں وہ بھی کسی مقصد کے لئے کی جاتی ہے اور یہ ایسا دِن ہوتا ہے کہ ہمیں اس کی اجازت ہوتی ہے۔ انہوں نے Law and Order کی situation پر پوائنٹ آف آرڈر اُٹھایا تو اس پر آپ نے کوئی ruling دی اور نہ ہی منسٹر صاحب نے کوئی توجہ دی تو کیا پوائنٹ آف آرڈر کو فضول سمجھ لیا جائے یا ہم یہ سمجھیں کہ اس پوائنٹ آف آرڈر کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے؟ اور آج کے دن جب Private Members' Day والے دِن ہم اگر کوئی بات قرارداد یا کسی اور صورت میں نہیں لاتے، چھوٹی بات ہو تو ہم پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھاتے ہیں۔ میں اس اسمبلی کی کافی سینئر ممبر ہوں اور اس وقت 151 ممبران سے سینئر ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ اعجاز احمد کاہلوں صاحب نے Law and Order کی situation کے حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔ ڈکیتیوں کا مسئلہ ہمارے ملک اور صوبے کا انتہائی اہم مسئلہ ہے اس کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ انہوں نے بات کی اور وہ بیٹھ گئے آپ نے اس کا کوئی نوٹس لیا اور نہ منسٹر صاحب نے notice لیا تو پھر آمدن، نشستن، گفتن، برخاستن اگر اس اسمبلی کا یہ message عوام میں چلا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ بہت بُرا ہو گا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر صرف یہ ہے کہ آپ ہر پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی ruling دیں یا concerned minister اس کا جواب دے۔ اگر کوئی بات کرتا ہے انہوں نے باقاعدہ دو تین دفعہ بحث کی لیکن اعجاز احمد کاہلوں کے پوائنٹ آف آرڈر کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا حالانکہ انہوں نے Law and Order کے حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی بات نوٹ کر لی ہے۔ شاید آپ نے سُنا نہیں تھا پہلے بھی جب ایک معزز ممبر نے بات کی اور انہوں نے کہا کہ اس پر لاء منسٹر نے respond نہیں کیا تو اسمبلی کی جتنی بھی کارروائی ہے یہ ریکارڈ بھی ہو رہی ہوتی ہے اور اس پر لاء منسٹر روزانہ دیکھتے بھی ہیں کچھ پر وہ فوری respond کر دیتے ہیں اور کچھ کے اوپر وہ دیکھ کر، متعلقہ ممبر کو بُلا کر بات کر لیتے ہیں۔ یہاں پر میں پھر یہ بات کروں گا کہ جو معزز ممبران کے valid point of orders ہیں ان پر ہم کارروائی بھی کرتے ہیں لیکن اگر بہت ہی pressing matter ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس کے اوپر حکومت کو باقاعدہ respond کرنا چاہئے تو حکومت کا proper respond کرنے کا طریقہ، آپ اتنی سینئر ممبر ہیں اور 151 ممبران سے سینئر ہیں تو آپ یہ دیکھیں کہ اس کا پھر ایک طریق کار ہے آپ اس کو بھی follow کریں۔ یہ تو آپ اپنے حلقے کی سروس نہیں کر رہے، آپ تو صرف اخبار کی خبر بنا رہے ہیں کہ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی۔ آپ محنت کریں اس کے اوپر تحریک التوائے کار یا توجہ دلاؤ نوٹس لے کر آئیں تاکہ گورنمنٹ کی

طرف سے بھی proper response سامنے آئے اور ان کے پاس کوئی بات ایسی نہ رہ جائے کہ یہ بات ہوئی تھی تو اس وقت ہم نے اس پر respond کر دیا تھا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں کسی اخبار کا حصہ نہیں بننا چاہتا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں آپ کو نہیں کہہ رہا، آپ کی مثال تو اس لئے دی کیونکہ آپ کا نام چل رہا ہے ناں۔۔۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! اگر میرے بھائی کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے تو عام شہریوں کا کیا حال ہوگا؟ سرگودھا میں ایک ہفتے کے اندر ایک درجن ڈکیتیاں ہوئی ہیں آج تک کسی نے respond کیا ہے؟ لاء منسٹر صاحب سُن رہے ہیں، آپ اخباروں میں اور ٹی وی کی نشریات میں دیکھ سکتے ہیں کہ ایک درجن ڈکیتیاں ہوئیں اور ابھی تک وہاں سے ایک ڈکیت بھی نہیں پکڑا گیا۔ یہ انتہائی serious issue ہے اس میں سات قتل ہوئے ہیں کسی نے ایکشن لیا ہے، کیا انہیں کوئی compensation دی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب وہ کہہ رہے ہیں کہ ادھر بہت ڈکیتیاں ہو گئی ہیں۔ آپ نے کہا تھا کہ بعد میں respond کریں گے۔ ان کے بھائی کا بھی واقعہ ہوا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ سرگودھا میں بہت زیادہ ڈکیتیاں ہونے لگ گئی ہیں اور اس پر حکومت کوئی ایکشن نہیں لے رہی۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں عوامی نمائندہ ہوں، میں اپنے حلقے کی عوام کی نمائندگی کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر میں اس واقعے کی detail کے بارے میں off hand جواب دوں تو مناسب نہیں ہوگا۔ یہ مجھے آج کچھ black and white form میں دے دیں تو میں متعلقہ اتھارٹی سے اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ ان سے مل لیں اور ان کو کچھ written دے دیں پھر وہ اس کا جواب منگوا لیتے ہیں اور دیکھیں بات پتا ہے کیا ہے کہ اس طرح off hand پوائنٹ آف آرڈر پر تو وہ کچھ نہیں کریں

گے۔ میری بار بار گزارش ہے کہ پچھلی دفعہ بھی یہ point out ہوا، توجہ دلاؤ نوٹس انہی چیزوں کے لئے ہوتا ہے اگر آپ اس کے اوپر توجہ دلاؤ نوٹس دیں گے تو پھر حکومت properly respond کرے گی اور respond کرنے پر وہ مجبور ہو گی۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! یہ urgent matter تھا آپ نے مجھے پچھلی دفعہ بھی کہا کہ آپ اخباروں کی زینت بننا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خدانخواستہ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میرا یہ matter نہیں ہے، میں elected member ہوں۔ میں سرگودھا سٹی سے آیا ہوں، میں اپنے عوام کے matters highlight نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ یہ selected members کریں گے جو اُدھر بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر میں رائے محمد اسلم خان کھرل صاحب کی جو اسلحہ کی بات تھی اس کو آگے بڑھانا چاہتا تھا لیکن اب آپ نے ruling دے دی ہے کہ اس کو ٹھیک طریقے سے لائیں تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر کے اس کو پیش کروں گا۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نجف عباس خان سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جیسے حکم فرمایا ہے کہ حاضری کے لئے تو بندہ باہر بیٹھ گیا ہے، میں اس سلسلے میں دو وضاحتیں چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر کوئی معزز ممبر چھٹی کی درخواست دیتا ہے اور یہ معزز House اس کی چھٹی کو منظور کر لیتا ہے تو پھر اس کی چھٹی کو حاضری تصور کیا جائے۔ ایک تو میری یہ submission ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی چھٹی کو؟

جناب نجف عباس خان سیال: حاضری تصور کیا جائے۔ جیسے اگر آپ کالج، سکول میں بھی absent ہوں، اگر آپ کی چھٹی ہیڈ ماسٹر منظور کر دیتے ہیں تو آپ کی absent mark نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے تو پھر rules میں تبدیلی کرنی پڑے گی۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب والا! rules میں کہیں اس بات کا ذکر ہے ہی نہیں، چھٹی کا ذکر کہیں پر ہے ہی نہیں۔ دوسری میری submission یہ ہے کہ ایک information یہ پہنچی ہے کہ جو ممبر آخری دن اجلاس میں نہیں آئے گا اس کا اگلے تین دنوں کا TA/DA بھی کٹ جائے گا۔ ایک معزز ممبر اگر یہاں لاہور میں آیا ہوا ہے، کسی کام کے سلسلے میں اگر وہ اسمبلی میں نہیں آ سکتا۔ وہ پیپلز ہاؤس میں رہ رہا ہے یا اپنے گھر میں رہ رہا ہے، اپنے حلقہ سے تو چل کر آ گیا ہے۔ میری اس سلسلے میں submission یہ ہے کہ اس کا ایک دن کاٹا جائے، اگلے تین دن نہ کاٹے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب نجف عباس خان سیال: جناب والا! اللہ نے آپ کو عزت دی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اور عزت دے لیکن کم از کم یہ بات بتا دیں کہ اگر اس کے تین دِن کاٹے جائیں تو کیوں کاٹے جائیں؟ وہ لاہور میں ہے اور سیکرٹریٹ میں اپنے حلقہ کے کام کے سلسلہ میں پھنسا ہوا ہے کسی وجہ سے نہیں پہنچ سکتا تو اس کو کم از کم اتنا حق حاصل ہونا چاہئے کہ اس کا ایک دن کاٹا جانا چاہئے۔ اس پر اگر آپ ruling فرما دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیال صاحب! میں آپ سے مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ یہ ایسی باتیں ہیں، اس پر اگر آپ نے اپنا point of view دینا بھی تھا تو آپ سپیکر چیمبر میں آ کر دیتے کیونکہ جو بات آپ نے یہاں کی ہے وہ جب اخبار میں جائے گی تو وہ کسی اور رنگ میں جائے گی، وہ پھر ہمارے اپنے معزز ممبران کے حوالے سے بات آئے گی کہ ہمیں اسمبلی کی working کی فکر نہیں، ہمیں اپنے TA/DA کی زیادہ فکر ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ چاہے آپ نے ان کی اچھائی کے لئے ہی بات کی ہے لیکن یہاں پر وہ اچھائی ثابت نہیں ہو رہی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: کلو صاحب! میں وضاحت کر لوں پھر آپ بات کریں۔ اس بات کا علم بھی ابھی لگا ہے کیونکہ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایسا قانون بھی لاگو ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب والا! اس کا علم ہمیں ابھی ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب نجف عباس خان سیال: جناب والا! اس پر غور کیجئے گا اور اس کو کم از کم consider تو کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو دیکھیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میں جناب نجف عباس سیال صاحب کا احترام کرتا ہوں۔ انہوں نے جو بات کی ہے یا اس سے پہلے جو بات ہوئی ہے، جتنے بھی معزز ممبران ہیں ان کے لئے کوئی تنخواہ matter کرتی ہے اور نہ ہی TA/DA matter کرتا ہے، یہ سارے کے سارے لوگ اس سے کہیں زیادہ خرچ کر کے پہلے اسمبلیوں میں آتے ہیں اور اس کے بعد روزانہ کے تمام ممبران کے اپنے ڈیروں پر، عوام کے ساتھ جانے کے جو اخراجات ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک غلط impression جا رہا ہے، میں تمام ممبران کی طرف سے پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ ان لوگوں کے لئے TA/DA اور تنخواہ matter نہیں کرتی لیکن categorically جو بھی آپ Assembly rules بناتے ہیں ان کو follow کیا جائے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ آئندہ follow ہوں گے۔ جس طرح آپ نے system بنا دیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے، درست ہے۔ ممبران کو قطعاً کوئی پروا تنخواہ کی ہے اور نہ ہی TA/DA کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب جمیل شاہ صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، باقی بات ہم سپیکر چیمبر میں کریں گے۔ جی، جمیل شاہ صاحب!

چوکی جنڈیالی میاں چنوں پر ڈاکوؤں کا حملہ

جناب محمد جمیل شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ضلع خانیوال میں تھانہ صدر میاں چنوں کی چوکی جنڈیالی پر رات کو ڈاکو آئے اور انہوں نے تمام چوکی کے افسران یا جو ملازمین تھے ان کو باندھا اور اسلحہ لوٹ کر لے گئے۔ حکومت نے RPO کو تو تبدیل کر دیا ہے لیکن جو متعلقہ SHO تھا جس نے ڈیوٹی check کرنی تھی جو متعلقہ DSP تھا جس کی گشت تھی یا اس کے علاوہ جو اور ملازمین تھے ان کو کچھ نہیں کہا گیا۔ مزید یہ ہوا کہ انہوں نے اسی واقعہ کو آڑ بنا کر تقریباً ہر تھانے میں سو، سو بندے بند کئے اور پھر دو دن بعد یا دس دن بعد انہیں رہا کیا ہے اور یہ سب کچھ بغیر کسی

ثبوت کے کیا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ انہیں کیوں پکڑا گیا ہے؟ کہتے ہیں کہ جنڈیالی میں جو ڈکیتی ہوئی ہے اس سلسلے میں پکڑے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے وہ ریکارڈ یافتہ تھے یا نہیں تھے؟ آج تک ہمیں نہیں پتا اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ گورنمنٹ ان افسران کے خلاف جو موقع پر موجود تھے یا جو عرصہ دراز سے وہاں پر لگے ہوئے ہیں جنہوں نے وہاں لوٹ مار کا بازار گرم کیا ہوا ہے ان کے خلاف کوئی کارروائی کرے۔ میری بس اتنی submission ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایکسائز منسٹر صاحب! آپ اس ساری بات کو نوٹ کر لیں اور پھر یہ ساری بات وزیر قانون کو پہنچا دیں۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 19۔جنوری 2011 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔